



U35949.

19.12.15

Title - NATURAL SHAWARI

Creator - Musattiles Mungli safdar Ali safdar  
Mirzapuri.

Publisher - Mahadev Parshad Tahir kutti Publisher  
(Lucknow).

Date - N.A.

Pages - 56.

Subjects - Urdu Shauqsi - Jutikhat - Nazm



# نیمبرل شاعری

مشاہیر شعرا ہند کی دلچسپ نیمبرل نظموں کا نادر مجموعہ جس کے  
ایک ایک مصرع سے فطرت کا مرقع آنکھوں کے سامنے کھینچ جاتا ہے

مترتبہ

مشہور مخد خباب منشی صفدر علی صاحب صفدر مرزا اپوری

مہادیو پرشاد تاجر کتب (پبلشر) لکھنؤ



# مرقع ادب کا دوسرا دشن

ادب اردو کے بہرہ و حضرت صدقہ مرزا پوری نے یہ کتاب تالیف نہیں  
فرمائی بلکہ ادبی دنیا پر ایک بڑا احسان کیا جو اس کتاب میں ان مشہور انشا پردازوں  
اور محقق استادوں کے لچسپ اور پر از معلومات خطوط فراہم کئے ہیں جنکی  
زبان زمانہ موجودہ اور زمانہ گزشتہ متصلہ میں مستند مانی گئی ہو خطوط بھی وہ ہیں  
جو اعلیٰ خیالات کے علاوہ زبان اور محاورات کی جان ہیں بہر خط اپنے انداز اور اپنے رنگ کے  
محافظ سے عجیب شان رکھتا ہو استادوں کی جدا جدا طرز تحریر یہ بتا رہی ہو کہ اردو زبان  
کس قدر شیریں ہو اور اس میں کس قدر وسعت ہو یہ کتاب نہیں ہو بلکہ ایک مجسم ادیب ہے  
جس کے مطالعہ سے انشا پر وازی کا سلیقہ اور خطوط نویسی کا پورا پورا سبق حاصل ہوتا ہے  
کاغذ اور لکھائی چھپائی بھی نہایت عمدہ ہو شاہیقین زبان اردو کو در خواست خریداری  
جلد چھینچا جائے ورنہ تیرے ادب کا انتظار نہایت بے چینی ہو کر ناگزیر کیا قیمت عام دیکھ کر طلباء  
مہاراجہ پرشاد تاجر کتابیں بالکھنڈ

M.A. LIBRARY, A.M.U.



U35949

نیچرل شاہ

CHECKED 2002

غون گشت

مروتہ بھر جان میں لہا اچا کیلئے ایشاکر  
 بینہ اندھے کو کھانسی کے نقش قدم کا خاکر  
 ملی نہ پہلے سے ہرگز صفت جہا نہیں ہرگز لکھا  
 یہ بخت وازدن کے میں کہنے کہ کامیابی کا کج  
 غضب کیا دہرے سیر نے ستم کیا چرخ دیل گئے  
 کہیں نہ ہوئے گی تا قیامت کہ کجوشی نہ لکھی ہو  
 یہ شان فرسودہ ملائی ہے کہ نام کیا ہو مرثا لک  
 گزر گئے دن ہی طرح سے بر سر نہیں رومی اپنی راتیں  
 میر میں لے ہنفس کہ دل پر نہ نہاں ہفتہ دام

شرارہ غم بود چلے کر زیر و زان ہفتہ دام  
 کہ تپے پتے پہ آشیانہ عوا ہے بجا گریں میں  
 وہ دن گئے باگ و باغی جب ہاری آہ و گناہیں  
 میں نقد آوازے و صفت کہ کھلے نہ گریں میں  
 کہہ گئے آہ سے ہا رہے آتش نشان میں میں  
 ہوس ہو سہی خاک ہو گیا ہے اعلان میں  
 ہزار جلا میں لاکھ رہے ہندو کی گشت گشت  
 یہ قند ہے گل ہو نہا میں ہر خطر ہر پناہ میں  
 آگئی کہ غضب کی آتش ہو کہ ہی ہو نور دل میں

ہمارے حال زبون سے بروم نہیں چلا رہی اس بل  
خفا میں ہم اپنی زندگی سے خوش آئیں کیا ہمسفر ہو  
خدا کو ملنے سے سیاہی میں جو سر نہ کھلا ہم کو  
کیسی سید لیون نہ لڑنے کیسی تقدیر لیون نہ چو کے

بہ انگلستان کسے درمیا پر نشو و نماستان مارا  
وزارے برق خالفت انکون یہ ظلم آشیاں مارا

یہ جو چھلے ہنشتیں کہ چھوٹک سے کیا جان چو ہے  
رفیق کو کر نہیں نہ صد سے مصیبتیں ہر حق کیسے شوا  
نہ در و نہ او شہسوار ہو کہ ضعیف عاجز شکستہ ہا کہ  
اکھی کیون کج تک یہ آیا ہمارے حالات میں کچ نہ  
کیا دم بھر حادث نے طرح یوں ہے درمیا ہو کہو  
جوانے بھرتے رز سے زمین سے کہی مملکت از سگی کا  
سے اسکو کہ لاشل اسکا بڑی زول میں ہو لاکھی تری  
ہمیں اگر خاک ہو کر آیا تو لے ملک تو نے کیا گویا

فر سجدے رسید انیک یہ عرض نیست پستی ما  
در ملک زند نیستی نمود در غانہ روئے پستی ما

ملک نچول الدین قمر

## پیام عشق

سن لے طلک رور دہلو میں ناز ہوں کیا ہوا  
نہیں ہے وابستہ زور گر دن کمال شان کند رہی  
غرض ہے یہ کار زندگی سے کمال پاسے لال تیر  
دیار خاموش دل میں ایسا ستم کش در و نہ ہو  
نہو شاکستہ سنا کہ چین اسی سے قائم ہو شان چو  
گئے وہ ایام اب زمانہ نہیں ہے صحر اور دیوں کا

میں غمزدہ می سوسات دل کا ہوں تو سرا پا باز ہوا  
تمام سامان ہو میرے سینے میں تو ہی آئینہ سار ہوا  
جہان کا میں قدیم ہے تو ادا مثال سار ہوا  
کہ اپنے سینہ میں اب پوشیدہ صورت عورت راز ہوا  
و فر گل ہے اگر چین میں تراور دامن دراز ہوا  
جہان میں ماند شمع سوزان میان محفل گدا ہوا

وجود افراد کا تجاویز سے پہنچی قوم سے حقیقی  
 ہر جہ کے فرقہ ساز اشیاء کو زری کر رہے ہیں گرا  
 پچا کے دامن برون سے اپنا اختیار راہ حجاز ہوجا  
 ڈاکٹر اقبال رحمہ اللہ

## ماہم آرزو

سخت جنگ کی تجویز نہ کام آرزو  
 آہ لے فریب خوردہ نفس امید آہ  
 طمان اہل کے رہیں تو نفس کے گھبرا  
 سبب تری زندگی کا روضہ ہے بھیرا  
 لطفی ہی سے کریش خیالی میں ست تھا  
 مشہور ہے باز صفا ہزاروں گھر بھی  
 اول تو خواہشیں ہی تری ہنسا بھین  
 آخسر دینی نہ بات مسلم خیال کی  
 معلوم کر سکا نہ تو لے ہے خبر بھی  
 مقصد تیرے جہان میں اگلے سے کچھ نہ تھا  
 ان کشتہ امید بھلا کتہ رہا ہے تو

اب میں چون لہر ماتم یک شہر آئندہ  
 رہا علی وحشت کا کتہ

## کلام اکبر

ہوئی جو تجھ سے یہ فرمائش بہت ملنا  
 لگا دے اسے کوئی مصحف حسین و نفیس  
 کہ یہ میں نے جو ہے قید حسن و خوبی کی  
 کہ میں نے سایہ مری جان اوزار کر بیٹھنا  
 کہ میں شوقین تو کچھ بہت ممتاز  
 کہ میں اوزار ساز تو بار بار باز  
 کہ میں نے شوق نشاط آور و نگاہ لانا  
 کہ میں نے سایہ مری جان اوزار کر بیٹھنا



تو کہاں ہے آہ اسے اراہم جان بقرار  
 نہیں ہے لگ رنگ میں بھی تھی دل لائی کو  
 کہہ لگے بچل ہے مجھ سے بچولن کی لقا  
 آہستہ وہ مستی پر تیری لگ لگا دلائی ہوئی  
 اور دی دلی نہ کشا میں شعلہ شعلہ ہوئی  
 تازہ نون کا وہ سرور نہ بھولا بھولا  
 چہرہ لائی مدد دانی دانی چند دانی  
 تھی غمی انگیر میں آہت وہ لوت کی  
 آہ ابر لگے مناظر ادا جاتے ہیں جب  
 آہ تھی گھٹن ادائی لے عروس برنگال  
 نور میں بکھر تھی آئی لے عروس برنگال  
 سرور جوان آبادی

## تضمین حضرت مصطفیٰ رب غزل خود

بڑا سننے کے قابل ہے مگر حال بستر  
 ہو سکا جب نہ گوارہ غم چھبہ دلبر  
 کہ چہ ویر میں چلے پئے ویدار تیان  
 تاکہ پائے دل بیتاب کسی دم تو قرار  
 اور تیر میر ہی ہے پئے تظارہ یاسر  
 آہی جائیگا مقال کبھی وہ آفت جان  
 یہ بھی آیا تو دان رہنے سے مٹ جاگی اس  
 اپنے گھر کا مجھے رہنا تو آجے تا نہیں رہا  
 رنگ بلا صفت گنبد چرخ گردان ہا  
 یاد روئے بہت عیار میں چتر پوجا  
 ادھر کپٹا کے لئے بھیس کیا ہندو کا  
 اپنی پستانی پہ چندن کا لگا یا تیکا



رام کا نام کیا آٹھ مہر و روزان  
ایکے سرن مروت دیر تیان سندھوڑا  
بھوٹ سچ رشتہ زنا سے رشتہ چوڑا  
عشق کا مرنے کیا زور جو تھوڑا تھوڑا  
دین و ایمان کو اللہ کے اور چھوڑا  
اور اوسے جانی کر کے ستم فوج دان

بھولی کھینچ کے جب بھگو تھنائے دلی  
ایک سے ایک نظر آگئی صورت اچھی  
میں اسی حال میں اور پر جو مری آنکھ اٹھی  
دیکھتا کیا یوں لب لبام وہی رشک کی  
جسک میں ڈھنڈھنے نکلا تھا کھڑی پریشان

دیکھتے ہی یہ عواصال کہ تو بے اندر  
لب خاموش نے سیکھی روش تار وادہ  
میں یہ کھیا کردہ تنہا ہے اٹھائی جو گاہ  
اور وہ چار پرے پر اوتھیں اس کے چہرہ  
کثرت عیش سے ہے خندہ زناں سر کمان

کوئی چیل بھر کے دکھاتی ہے نر لے امان  
اپنے آپ کی بھین سب کو جوانی پھان  
ان میں صلح تھا ہر ایک کو ہر ایک کا راز  
میں نے یہ حال جو دیکھا تو گئی آواز  
میں برہن ہوں تیار پتا چوں راز تیان

ادن کے کاؤن تک اتھار جو سری آئی  
سب سے آپس میں کہا اسکو بلاؤ تو بھی  
اٹھ کے بگڑہ وازنا ز دا داؤ شوخی  
ایک ادن میں سے دیکاری کر ایسے ماروخی  
اٹھرا اکدن جو تو کیا نام پر کیا؟ گھر جو کمان؟؟

تھیسے کچھ پوچھیں گے ہم راز دلی لے ماہر  
دل تباب کو رہی ہے کسی کی خاطر  
چنگیان دل میں جولیتا ہے اُسے کڑا ہر  
سکھ سکے بات کہا میں نے کہ حاضر حاضر  
آگیا میں بھی سر لبام وہ بھی جہان

باتد میں باتد دیا عمر بتائی ہے پہلے  
زرا کچھ کھینچ کے پھر اور سب حال کے  
سن چکی جب تر پڑے ناز سے سر ہوڑا  
پوچھتی کیا میں کہ عاشق میں ہوا ہے تھے  
ادن میں کس کو مرے شے کا بہت حیران

اپنے جی میں یہ کہا میں نے کہ اب مار لیا  
آگیا جال پہ بار دن کے یہ چلتا پر زرا  
جی پر پڑا نے کیلئے اُس بہت لائانی کا  
میں یہ زلا کر ابھی آپ پہ لاکھوں میں ندا  
مختصر ہے کہ دم دیتے ہیں سبیل جہان

آپ کے نام پر مرنے والے ہر ایک فرد کو  
تم سلامت رہو عاشقین میں تمہارے گھر  
مذکرہ آپ ہی کا کرتے ہیں سب شامی

ان میں بھی سب کے لئے جو دہا ہے تم پر  
حکم و عام بنائے کا تو کہہ دن جانا

کہیں ایسا نہ ہو نیکی کا بدی ہو دلا  
مفت و شوار ہو اس شہر میں رہنا میرا

پہلے یہ شرط ٹھہرا جائے کہ جو ادھارا  
میں کے یہاں کہا اُس نے کہ سچ سچ بتلا

اُس کا کیا نام ہے کیا حال ہے کیا ہی حوال  
جو کہہ کر کہہ کر کہہ کر کہہ کر کہہ کر

جب کہہ کر کہہ کر کہہ کر کہہ کر کہہ کر  
حال تو اپنا سوالوں کو وہ خود ہے پرسان

جو کہہ کر کہہ کر کہہ کر کہہ کر کہہ کر  
پہلے میں نے بھی سنا ہے سچ سچ بتلا

اور پھر طرہ خود ہی سے دیکھ کر کہہ کر  
بھی کہہ کر کہہ کر کہہ کر کہہ کر کہہ کر

ہے وہ صفت صفت صفت صفت صفت  
ایک دنیا میں ترا عاشق صادق چوہی

ایسی الفت بخدا میں نے نہ دیکھی نہ سی  
نام سنے ہی وہ پہلے سے میں جان لیں

تو ہی صفت صفت صفت صفت صفت  
تجدید ان پروردگارین اندام میں لرزہ آتا ہے

کہہ کر کہہ کر کہہ کر کہہ کر کہہ کر  
اُس کے منہ سے یہ نکلتا تھا کہ میں میں سمجھا گا

نہ رہا وہ بیان کہ میں کون ہوں جاتا ہوں کہہ کر  
خیر بھاگا تھا تو بھاگا تھا یہی موت بھگتا

یہ سب ایک طرف رہا ہے یہ سب سر لکھا  
اور تم اس پر یہ لڑا کہہ میں میں بھولا

خود ہوش کی پوچھی ورق تاب و تان  
مستطیر آوازی

سب چاند ستارے ماند ہیں خورشید کا نور ظہور ہوا

”جوگی“

صبح کو مطلع آنا ان سے جب عالم بیدار ہوا





ان کجی جیڑی باتوں سے مرث جوگی کہ جیٹلا بابا  
 کہ شہزادین فل شہریت اور عرصہ پہلے کا زوریت  
 جو شہر دین سوزن نفسانی جنگل میں جو جیڑی لینی  
 ہم جنگل کے جیل کھاتے ہیں چہن سے پائن کھاتے ہیں  
 سر پہ کاس کا منٹیل ہو دھرتی پہ سہانی گل ہے  
 جیب بھروسہ کے پہلے گل کھاتے ہیں سحر کاتے ہیں  
 یان بھی لکڑی کھاتے ہیں تیر کے سندس سناتے ہیں  
 سہ پیٹ کا ہر دم دیسان کھاتے ہیں اور انہیں کھاتے ہیں  
 قس کن کو دین میں لگاتے ہیں تیر کو دل سے بھلاتے ہو  
 دین دولت کافی حالی ہے یہ تیار رام کہانی ہو  
 یہ عالم عالم کافی ہے اتنی ہے ذات خدا بابا

چوہری نوحی محمد خان تھوڑا کشمیر

## گل سرخ

کیا شمع اور دکنش لے گل ہے رنگ تیرا  
 خالق نے جھکو رنگین جاسر عطا کیا ہے  
 تو شمع نخل میں ہے اور نخل بلخ میں ہے  
 کیا وافر صورت پیدا ہوئی ہے تیری  
 پہلے شمار ہوئے تو گرد گھومتی ہے  
 وہ عندلیب گلشن جو ہم نوا ہے میری  
 شاخوں میں تیکو جھولا مار صبا جھولائے  
 غنچہ رہے گل گل ہو خوش تیری ہر ادا ہے  
 صورت سے تیری ظاہر قدرت ہوئی خدا کی  
 غنچہ تھا پیشتر تو اب ہے گل سرخ گفتہ  
 باغوں میں تیری ہستی دل کو بھار ہی ہے

میں سے شگفتہ ہر دم رہتا ہے قلب میرا  
 بلبل کے خون میں باتوں سے اسے رنگ ہے  
 خوشبوئی مست تیری لیکن دماغ میں ہے  
 بلبل غریب اسی سے شیدا ہوئی ہے تیری  
 آغوش میں رہے کربھر جھکو چستی ہے  
 تو دل رہا ہے اس کا دلدادہ ہے وہ تیری  
 پیڑوں میں تیری رنگت نظر سے کو بھٹائے  
 شیدا ہیں تجھ پہ سب، تو کچھ ایسا خوشنما ہے  
 قدرت سے تیری ظاہر حکمت ہوئی خدا کی  
 کھولا اسے ہوانے جو راز خدا منفستہ  
 شاخوں سے تیری ہستی دل کو بھار ہی ہے

رخسار تک پہنچے شدت کی دھوپ پہنچی  
 بکھرے نہ با آہی کوئی درختی گلون کا  
 ہے کسی پیاری پیاری اسکی عیب ملقت  
 ہر چہل سے نہ مارہ تو رونچ چن سے ہے  
 لے گل پہان سے لکھا تو دروناک ہر کا  
 جب تک رہا شگوفہ کچھ باغیان نہ لڑا  
 نواہن سے کہ کولا اپنے دہن کو تو لے  
 اب بہت تو غم رہا آئی بھی نہ آفت  
 دست چھانے چھین سے کیا بچے کا اب تو  
 صبا دار چھین کے کہ تو بشر دھیر  
 چھینے کی ہے فرقت میں نہ لیب کشن  
 بجلی لڑان کی بیل کی جان پر گیسے گی  
 او عذیب ادا گل ادا گل میں مبارک  
 شمع شمع قہریت ادا چن قہریت  
 چرنگی چنان کی ابھی مثال ہے تو  
 چھین سے نہ آفرینا دن چھڑا یا  
 او چھل طرح کی اور گلستان کی رونق  
 او کھرے رنگ و لہو اور سچ کال ملے  
 ملک نے تیرے چہک رشتہ کو جو توڑا  
 ٹلا ہے دور اس نے کس بیدی سے چھو  
 اپنے آل پر تو لے گل جو غم کرنا  
 چھو کی طرح لیکن ہے بے نقد تو بھی  
 بابر حکم خان کا ہے ضرور تو بھی

محمد حسین مخدومی

## صبح بہار

سہانا روز کا ٹکڑا ہے گما دگار  
 ہے سخن یاد دہی اندر وہ گون بن لالہ زار  
 یہ صبح ہے پاک ہے رنگ رخ قدر ہے جھج  
 ہو گیا فیض محبت سے چھوڑ کر دن چنگیز  
 جام سے نکلے ہیں یوسف یا ہوا صبح کا  
 حرا کا دست نکال دین ہے کرکٹ الخفیب  
 خوشہ گندم درخت لکھ عذرا یں ہے  
 چھینکتی ہے باہر گردن پر کشتانی کرن  
 حور کا جلوہ دکھائی ہے یہ صبح جانا نرا  
 قرنی الشمس اسے زریا ہوا صبح کی  
 چشمہ زرشید میں غوطہ لگائے گی یہ بھر  
 خیط البقیع یہ نہیں درد اقدار میں ہے رک کے  
 اگر برین و دوزن طنائیں خیرہ افلاک کی  
 شہرہ ہے کہ مٹی جسکی فلک کو آواز دے

صبح پر جس کے کیا گردن نے تار کو کھینا  
 ہے سحر یا سبزہ سدا آسمان میں آجگار  
 یہ سخن ہے پاک ہے خون رنگ لہر بہار  
 جگنی لطف ہوا ہے کہ کشتانی چھوڑ کر  
 یا بلال کون زریا ہوا صبح ہے در شاہکار  
 اگر سی میں یا نظر آتا ہے یہ رنگ حدار  
 گردن سے کوا اقدار میں سے کی ہے لطف شکبار  
 کرنا ہے تیرا شادی سر طائر کو شکار  
 جس کے گونگٹ سے سپیدہ حور کا ہے فکار  
 سر نکلی ہے حار سے آب زندگی یہ سین غدار  
 گندیلو قرنی پر لونی دم میں سر قرار  
 میر کر آیا ہے حور یا ہے نامید اکبار  
 پایہ کھو ہے عثمان اقبال و نزار  
 ماتہ بھر حور شید کر تھا اس حور کا اظہار

دولت بیدار تو ہر وقت ہاتھ آتی نہیں  
 ملکی ہے خلد سے یہ ایک ساعت مستعار

## طلوع آفتاب

شاہد ترین پر آواز نظر ساغر کھٹ  
 ہاتھ میں ساغر قد میں لہریں شانہ بڑی  
 جھپکی جاتی ہے جو اگلے آگے بڑھ کر  
 وشن مٹی سے سما آہی نہیں جہاں بڑی

نقشہ ہے میں لہریں پر چمک سار  
 گر سیم آہی تو پوری چڑھ گئی ہے خستہ  
 کیا ہے دوشینہ کا بانی ایسی تاک بھڑکار  
 ہو گئی آخر قیاس کے زرد قشاق سب تار

(سید علی حسین طباطبائی نظم لکھنوی)

# کلام کبیر الہ آبادی بخش بر غزل شاہ ظفر دہلوی

نگارن سراں کبھی ایسی تری تھی      ہند سوج لب ساحل کبھی ایسی تری تھی  
ہنگامی تری فاکل کبھی ایسی تری تھی      بات کرنی بچے مشکل کبھی ایسی تری تھی  
میں اب ہے تری عقل کبھی ایسی تری تھی

کرتی ہے خلق کو لیلہ کے لہریں مفتون      ہند کے دل کو بھلا لیتا ہوں کانہ ہون  
لاہوت بھی جو ہے شاید کہ امیر و مخوف      اسے گوان کوئی زندان میں نہا ہو مخوف  
آئی آواز سلاسل کبھی ایسی تری تھی

پیشتر اس سے طالع کے نہ تھے پہلو      کہیں آستان کی تھی اگر کہیں صبح و شام  
لے میں سمیٹن دماہ چہین و گل رو      تری آنکھوں نے خدا جانے کیا کیا جادو  
کہ طبیعت مری مائل کبھی ایسی تری تھی

## مسطاق بالان

ہر ایک چیز میں دیکھا اسے کیوں میں نے  
نہر اراستی ہے وہ ہی نہیں میں نے  
بھلا آقصہ بیان اولین میں نے  
پاشوہ کا جب جام آتشیں میں نے  
دکھا یا ادج خیال فلک نشیں میں نے  
کیا قرآنہ زیر فلک کہیں میں نے  
کبھی بتوں کو بنا یا حرم نشیں میں نے  
چھپا یا فدا زل زیر آستیں میں نے  
دیا جہان کو کبھی جام مرین میں نے  
کبھی کہ کسی ستم پر ہی آفرین میں نے  
وہ ساوہ لوح جون پر کر لیا نصیب میں نے  
پوشکی کبھی زبان کی سرزمین میں نے

گاہ ہائی ازل سے جو گتہ میں نے  
سوال دید میں منت ہے اے کلیم ایسی  
سنے نہ کوئی غریب کی داستان مجھ سے  
مگی نہ میری طبیعت رباض جنت میں  
میں حقیقت عالم کی جستجو مجھ کو  
طالع کبھی پسند آکھے اس  
نکالا کہے سے چہر کی صورتوں کے کبھی  
کبھی میں فتنہ فکرم میں طوط پر سچو بچا  
کبھی میں غار میں چھپا رہا برسوں  
کبھی میں قتل ہو کر لاکھے میدان میں  
کہا کسی نے نہا نہ عرض و کرسی کا  
ستایا ہند میں اگر سرد و درانی

میں نے اجمار افلق کو طاعت کر دیا یہ  
نقشِ امسی کا رہ گیا صفحہ در گاہ پر  
شاہِ دہریہ کے تو نام دیکھ کر ہنس کر کیا تھ  
سکہ نام انبیاء اب بھی ہے ہر دیا پر

## ”مبتلا کے غم“

صبح صبح کہ صبح کا نسیم اراد ہے  
مبار شام اودھ کی ہے سب سے نظر  
اگر یہ سچ ہے تو سن مجھ سے دیکھو بھون  
اگر ٹھیک نہ گئی راہ تو ملے گا مجھے  
چھین نہیں ہے وہ اک حورِ نرگس کی  
وہ ان پہونگے ادب سے فدا ہو کر جانا  
کہ اوزاقِ نفیسوں کے بھولنے والے  
تجھے خبر نہیں کیا منتظر کی حالت ہے  
وہ رام پور جو ہے دور تک مشہور  
شکستہ حال سا ہے اک جوانِ عاشقِ تن  
حکمران کھائے ہوئے ہر کسی کے عشق کی بٹ  
بہ جانے کس نے کیا ہو اسے شہیدِ ادا  
شمالِ بارِ مینڈہ بارِ اسے آٹھ پہر  
کبھی تو گرم ہیں نالے بھی ہیں سرد ہیں  
زبانِ حال سے کہتا ہے بے قرار ہو گئیں  
جہانِ ادب کا کوئی شخص ادب کو جانکا  
جلیل کہتے ہیں اور سکر اگرچہ وہ دہلی  
جہت ستانی ہے جبروتِ بے غورانی  
”بیا بیا کہ ترا تنگ در کمار کشم“  
”تنگ آمدہ ام چند انتظار کشم“



## نئی تہذیب

ہر مشرق میں ہے مغرب کی شامیں کسی  
 صبح انگلیں پہ بیٹھے ہیں کالے دھڑلے  
 نہ وہ انگلیں سے تکلف نہ وہ فرس زریں  
 حقد اور بان کی وہ رسم گہان اگلی سی  
 کوٹ اچیلوں کو مدت ہوئی نہ ریت پائے  
 جابجا ہند میں کھلنے لگے لیڈیز کلب  
 سیر و تفریح کے ارمان ہیں اندر اسلند  
 جہاں سائیا بھی ملکے نہیں دیکھا تھا بھی

نئی تہذیب میں ہے پردہ زری بھی صفر

ابو آشتیا پر دانا نظر آتا ہے مجھے

«حضرت صفر درمزا پوری»

## کنوارین

ادھر غمزہ و شوخی و عشوہ و انداز  
 نہ دل میں برا نہ محبت، نہ رمز نہ زنیار  
 کنوارین بھی عجب سادگی کا عالم ہے  
 وہ حسن نور کا سانچہ وہ سادگی و جمال  
 وہ مکیلا پن وہ لڑکپن وہ کسنی و جمال  
 کنوارین بھی عجب سادگی کا عالم ہے  
 شگفتہ دل میں کسں حسین لندن کی  
 مزے سے لوٹ رہی ہے بہار گلشن کی  
 کنوارین بھی عجب سادگی کا عالم ہے  
 وہ بھوری آنکھیں وہ پلکیں وہ دید با کرد  
 وہ تکیہ چو تین ازیں وہ شوخیوں کی نمود

لڑی ہے آنکھ شرارت کی آنکھ سر ہے سود  
 کسے جھانکے ہیں میں نگاہ شرم آلود  
 کنوار بن بھی عجب سادگی کا عالم ہے  
 ہمال حسن میں اعجاز قدرتی کی بہار  
 شمع حسن میں انوار صبر پر انوار  
 کنوار بن بھی عجب سادگی کا عالم ہے  
 شمع ہر سے دشمن لکڑ لکڑ بال  
 اور اس پلوس میں عین افس کی سادگی بال  
 کنوار بن بھی عجب سادگی کا عالم ہے  
 وہ ازین سن اندام غمزدہ حسین  
 کنواری عفت و عصمت کی پیاری بوند  
 کنوار بن بھی عجب سادگی کا عالم ہے  
 ذریعہ جوش جہنم سے نہ عشق کا خلون  
 بہار حسن کی ادسکو خوشی نہ برف خزان  
 کنوار بن بھی عجب سادگی کا عالم ہے  
 دل میں شکوہ فرقت نہ وصل کا ارمان  
 کنوار بن بھی عجب سادگی کا عالم ہے  
 دل پہ نشیون و فریاد ہے گناہ کا نام  
 وہ جانتی نہیں کیا چیز ہے گناہ کا نام  
 کنوار بن بھی عجب سادگی کا عالم ہے  
 حقیر کر نہیں سکتی وہ دوست دشمن کا  
 اثر ہے چشم منور میں سحر پر فن کا  
 کنوار بن بھی عجب سادگی کا عالم ہے  
 نہ کوئی خضر ہے اور نہ کوئی رہبر ہے  
 شگفتگی پہ گل تو نہ مال گلشن ہے  
 کنوار بن بھی عجب سادگی کا عالم ہے  
 یہ گل وہ ہے جسے کرتی نہیں خزان ہلال  
 یہ مال وہ ہے کہ دنیا کا مال ہے کیا مال  
 یہ نخل ہے شرم آلود سے مالا مال  
 یہ وہ زمانہ ہے دائم جسے عروج کمال



کنوار بن بھی عجیب سادگی کا عالم ہے  
یہ شمع وہ ہے اٹھاتی ہے جسے از نسیم  
یہ سوئی وہ ہے کہ حد سے ہے جسبہ و نسیم  
یہ وہ بہار ہے جسکو عرواں کا ذوق نسیم  
کنوار بن بھی عجیب سادگی کا عالم ہے  
کچھ اسکے حسن میں وہ نجل لطافت ہے  
کہ لعل اوٹھتا ہے دل کیا خدا کی قدرت ہے  
کہ جسبہ بھی تو بولی پر از آفت ہے  
کنوار بن بھی عجیب سادگی کا عالم ہے  
(رنگبر نگین)

## ”حسرت وطن“

پس تماری بھولی سی یاد گار ہے  
جہاں تھا کہ لڑکپن کا میرا گہوار ہے  
جس سے نفاس وطن آہ! یہ کہاں آئید  
میرے ہے ساتھ میری آرزوی حسیں  
تفس میں میری تسلی کے واسطے صیاد  
تجربہ پہ آہ میں وہ نقش نامری ہوں  
وہ بھول آہ جو ہزاروں بہار پہ چمن  
گزارا ہے مجھے سو رشتہ تباہ وطن  
دلانا باد وطن مجھ غریب کو ہر دم  
نسیم لیکے جو غربت میں آئی دس وطن  
جس سے لاکھ صبا بھول دو چڑھا دیا  
دیارِ غیر میں کرنا ہے صبا بر باد  
دیم اخیر ہے یادوں سے خاک کے گہری گلی  
یہ لوح گدھر غریبان پر ثبت ہو مصرع  
(زمانہ)  
کہ ایسا کوئی وطن کا نہ جان نثار ہے  
(الکرام شاد بجاڑیہ)

## سارس کا چڑا

یہ درو آگ جنہیں ایتھری پہ گیا دھیرا  
کیون آہ! شام کو تو دیشا نہیں سویرا  
بھرا کشتان کشتان ہے تو کس کی سحرین

کس کا کر رہا ہے تم بے قرار مجھ کو  
پا پا جان آہ! بھر شب میں سو گوار تھکوا  
دیر نہیں ہے انہی کوں ایشیا تھکوا  
میں جانتا ہوں جس کا ہے انتظار مجھ کو

چڑا بچھڑ گیا ہے اور اغم نصیب تیرا  
جس کا برین میں نبی ہے اب حبیب تیرا  
بھرتا ہے سر ٹپکتا کیوں کو ہسار میں؟  
میرا ہے ٹھنڈی سانسین کیوں نہ زار تو؟

دگر آہ! کیوں ہے جوش بہار میں تو؟  
کیوں آہ! جیتا ہے جوش بہار میں تو؟  
دنیا میں غیر ممکن ہے ایسا وصال اس کا  
نما دان! محو کر دے دل سے خیال اس کا

کب تک ملے یہ پیرا و فغان کی  
آخر ہے اتنا بھی تیرے غم نہان کی  
چھین جگر کب تک اندھ جانتان کا  
فریاد آہ! سن لے! اب کب تار مائون کی  
دو تیری طرح ہوں اُف اُف! اُف نصیب بھی

جس طرح آہ! تجھ کو چڑا ہے انا پیارا  
تجھ کو بھی دردِ وقت کیو نہیں نہیں گوارا  
راؤں کو جس طرح تو بچھڑا ہے مارا مارا  
میں نے بھی حیاں ڈالا تو نہیں جہاں سارا

اب نہان میں کتنی اس گل کی بونہ بانی  
بھر بھرا جدا تھا۔ وہ گفتگو دہانی  
جس طرح تو بھڑا ہے تو بھڑا نہان سے  
چوں ہے فرادین بھی لایں میں غم نہان سے

حسرت شیک رہی ہو دونوں کی دھاتی ہے  
دو دن گئے یا دیر بھرت ہو کر جہاں سے  
راہی ہوے ہم کو دونوں کے یار جانی

جھپٹن میں تھکے غم تو بھر کی کہانی  
 کب تک یہ سینہ کوئی کب تک یہ جوش نام  
 کب تک یہ شور مالد کب تک یہ ہم  
 نظروں میں بے کسی کا کب تک یہ عالم  
 چپ چاپ شام غم میں آکے لڑھکی  
 دارالحسن ہے دنیا۔ دونوں الم سے جھپٹن  
 خوش خوش جہان سے جا میں عزت کر غم و جھپٹن  
 غلہ برین میں اپنے جڑے سے جالے تو  
 اور پو نصیب کچھ کو میرا نگار خوش غم  
 دونوں کے زریب برہوں بدو لوں کے پاؤں  
 ہوں رہنے بھان میں دونوں کے گرم پہلو  
 تو سبزہ زار میں ہو۔ میں کچھ دل نشین میں  
 حسرت نہ پیش دنیا کی جو دل حویر میں  
 (سورہ جہان آبادی)

### (نیم سحری)

دل کا کتنا ہے انداز نیم سحری  
 اس کی رقتار میں شوخی و شرارت ہو سحری  
 خوش خرمی پر نہ ہو کب تک در کی کرن سحری  
 صبح گلشن میں دکھاتی ہے عجب شہ گری  
 رونق بزم گلستان ہے اسی کے دم سے  
 ہے مناسب جو کہا جالے لے سبیری  
 اسی کھیت نے توڑ لے ہے شکر دن کا حجاب  
 گوہ گلشن کی بھی پھولوں سے اسی ہے سحری  
 کس ڈھٹائی سے لیا بوسہ خسارہ گل  
 باغبان سے تو سہی یہ پہل سے سحری  
 میٹھی نیند دن کے جز نشین بھی تھے مہو سحری  
 دور اول سے اسی ویاک نے کی تجری  
 نکھت گل بے لیے پھرتی ہے کاندھو یہ نیم سحری  
 کرا ڈالائی ہے کلفام کو یہ سبیری  
 ہے یہ پلطف نیم اس سے جہن میں شاد سحری  
 یہ چو آئی ہے تو دوڑ آئی ہے پھولوں کی سحری  
 دل شکن ہے یہ کسی کی تو کسی کی دلدار سحری  
 گل کھلاتی ہے بڑھاتی ہے چراغ سحری  
 اور یان دیجی ہے جھولوں کے بڑھاتی سحری  
 عمر بھر یہ ہی کیا کیا ہے "نیم سحری"  
 اسکے بے ساختہ پن سے گل ڈبل گئے  
 عادت جامہ درسی اخلاص شہریدہ سحری

دن چڑھا اور پونپ نکل آئی پو پھول اور کھا  
 کہ یہ دنیا سے چلی بازو کے رخت سحری

جری انکھلیاں ہوں غصہ کیا ہوں  
 جہنم دہریں آتا ہے پھر برائیاں  
 دل دار فتنہ کو بھاتی ہے تری غصہ گری  
 اسی نسیم جری تو ہے وہ سیاح جری  
 تیرے چوکوں سے زمین کو پھیرا کرتا  
 کیوں کسی کی ہے کرے نیند خواب لے جوتی  
 کیوں دنگے کسی فتنے کو نسیم جری  
 (حسین جوتی کھنوی)

## کہان میں جا کر ہوں

نکات پر شورش جہان سے کہان میں جا کر ہوں  
 بچن ضرور سے بچن نہایں سے  
 سکون حاصل کوئی کھڑی ہو  
 ہمیں نگہ ہے بری زبان سے  
 نہ دل مراستیوں میں پہلے  
 نہ شاد میں بزم یار میں ہوں نہ دل شکستہ ہمار میں ہوں  
 اگر رہوں دور جا کے بن میں  
 غرض عجب خلفشار میں ہوں  
 شکستہ بھولے پہلے چن میں  
 تباہ صحر کی گل نشانی نہیں ہے دل پر کم از گرائی  
 وہاں بھی مفقود شادمانی  
 دلی میں پابندیاں ہیں کی  
 نہیں کم از لذت اسیری  
 پسینہ جیسے کوئی قیدی جو تال پر اپنی پٹریوں کی  
 تھوڑا سا ہوا وہ گت پر میری  
 جہاں دولت کما کے بھولوں یہ ٹھان کر خوب چین کر لوں  
 تو کاہشوں سے کہان مفرج کہ خلق مرنے کی منتظر ہے  
 غرض یہ سودا بھی درد سہ  
 اگر کسی سے میں دل لگاؤں  
 کسی حسین بازار میں کو چاہوں  
 تو چاہئے کہ ہے یہ نتیجہ کہ ایک سراور صدمہ زار سودا  
 خواب جھٹلہ دلیل سودا  
 کسی سے رکھوں اگر مطلب تو کام دیا کے بند میں سب  
 طون تو لٹنا ہے کاوشوں میں کچھ اپنی کچھ اوسکی خوشنہیں  
 غرض کہ ہے جان کا ہوش نہیں  
 کوئی ہے ہیکار مجھ سے شاکی کوئی ہے بے وجہ میرا میری  
 سکوت میں اوسکو اور جرات مقابلہ سخت ہے جہاں  
 غرض کہ ہے ہر طرح مصیبت  
 یہ عرصہ کارزار ہستی بساط ہے تازہ کشت و خون کی

لوہن تو رہا میرے مقابل جو تھا گنگوٹا سب میں بڑا  
 ملازمت میں ہے جس راہی کہ میری عادت ہے صاف کوئی  
 مجھے خوشامد سے سخت نفرت وہاں ہے اسکی بڑی ضرورت غرض ہر سرکاری نہیں ہر صورت  
 کہاں لے چکو دوست ایسا جو ٹھیک ہر ہم خیال میرا  
 کہ مثل آئینہ جس کا باطن دکھا دے اس کے مجھے محاسن نہیں تو ہے میل غیر ممکن  
 میں رہ کے دنیا میں ترک دنیا کروں یہ ممکن نہیں ہے حاشا  
 بغرض مکان چوڑا گنگوٹا میں سہاگ کو چھوڑ سوگ لوں میں تو جان کو اور روگ لوں میں  
 میں کیا کروں تخت و چتر لیس کر کہاں رہوں گا میں تاج سے کر  
 اسی جہان خراب میں ہاتھ میں صاف کہتا ہوں یاد رکھو مرا سلام ایسی زندگی کو  
 مرے لئے تنگ یہ زمین ہے مرا ٹھکانا کہیں نہیں ہے  
 زندہ کو بارگاہ میں ہے شہب کو آغوش میں ہے جو ہے گنج مزار میں ہے  
 (نادر علی خان آذرگاہی)

### ”بلبلہ“

مچھلا ہوا ہے کیسے کیا بلبلہ میں ہے اندر کوئی ہے ہوا بلبلہ میں ہے  
 آفت کشہ غرور بھرا بلبلہ میں ہے فرعون کیا یہ آگے چلیا بلبلہ میں ہے  
 کنگداز بھلا کتنی اکڑ کیسی شان ہے  
 پانی کی ایک بوند میں کیا کن ان ہے  
 ہے آب و تاب خوب مگر یہ گھر نہیں ہے تن یہ کسی کا گھر یہ رب نہیں  
 گنبد عجیب سا ہے مگر کوئی در نہیں سر میں ہوا ہے اس کے مگر یہ شہر نہیں  
 دم خم کے ساتھ بھی نہیں تلوار بلبلہ  
 پھر جبر کیا ہے اسی اولی الا بصار بلبلہ  
 یارب کسی کا آبلہ ہے بلبلہ پادیل جلوت کے دل کا پھولا ہو بلبلہ  
 فو از انہاں نظریہ ہے یہ ہوتا ہے بلبلہ چکر یقین ہے یہ عفتا ہے بلبلہ  
 یہ بلبلہ ہے یا کہ فلسفہ حیات ہے

خداوند تبارک و تعالیٰ ان مقبولوں نے ستاروں نے  
چمکا چمکوں نے اپنی دلخائے لالہ ترانوں نے

حسرت اقبال ایم لے میر شریف لا

## میر جونی

آہ! اونچے سے کیلئے لاشیں جو ہے تو رشتہ میں اک سبز پھول سا گل و شاہو  
صفوی ہستی پاک نقشِ کجیر ہے تو شہزادہ حسن کی جھوٹی سی اک نیا ہے تو  
میرق عالم سوئی کی انھی سی ہیکل ہے کوئی  
آتشِ باقوت کی جھوٹی سی منتقل ہے کوئی  
کچھ عجیب عالم ہے ترے سن کے انداز کا سرخ دھڑلے کی چشمِ فسون بردار کا  
نظر مضطرب ہے خونِ کنگانِ ناز کا قلبِ خون گشت ہے ترکانِ پری باہار کا  
یاشقین کا کوئی ٹکڑا ہے زمین پر جلوہ گر  
جانِ برین میں ہے یا صیہا ہے آخر جلوہ گر  
گل بہاران ہے شفق میں تعلقِ تیرے حسنِ خونِ عاشق یا زمین پر ہے گیسوِ بگڑ  
یا عقیقِ سرخ کی جھوٹی سی ہے تصویرِ نقشِ زبرنگ فسون ہے یا کوئی تصویرِ حسن  
جلوہ گل ہے دھماکے وادیِ سرخار میں  
سرخ گمر ہے تھپا ہے سبز گہ کو سار میں  
محضرِ خونِ شہیدان ہے ترلوہانِ سرخ یا ہے خونِ کنگانِ عشق کا عنوانِ سرخ  
یا کسی کے تادکِ برفِ بیکانِ سرخ اشکِ گلگون یا ہے ریتِ پتھرِ گلگونِ سرخ  
زنگِ آمیز ہے قدرت کی تری تصویرِ رنگِ دل کا پیر ہے قدرت کی تری تصویرِ حسن  
حسنِ بزمِ تیرے سے لے ناگوارہ ناگواروں خندقِ یاسے صیدان کی اولے نوشین  
جلوہ رخ سے ترے گلگونِ دلمانِ زمینِ بزمِ محرابین ہے تو جامِ شرابِ انشین  
بادہ گلگون ترے چھوٹے سے پیالہ نہیں ہے  
عالمِ ترنگِ انون سے میخانے میں ہے

وادی پر خار میں اک ٹمر سوزان ہے تو      دہن کسار میں اک شعلہ عریان ہے تو  
 کشت نزار حسن میں اک دامنِ حیا ہے تو      یا کسی گلگون قبا کا گوشہ دامن ہے تو  
 ناز ہے صحر کو تری شوقی رفتا رہے       
 دوز تاس ہے خون کا قطرہ سبزہ کسار پر       
 گل بدامان ہے کوئی دوشیزہ کس نگر      ہلکی پھلکی سبز چھوڑوں کی ہر چادر دوش پر  
 رفت و رفتائی ہے یا کوئی عروس سیمبر      روئے زیبا پر ہے غارہ سبز چھوڑا سیمبر  
 لڑتا ہے کوئی بسمل سبزہ بیگانہ پر       
 یا تے گلگون کا قطرہ ہے لب بیجانہ پر       
 بلوہ گل سے ہے رنگین روئے زیبا بہار      ناز میں ہے یا کوئی صحر تاشاے بہار  
 یا تے گل رنگ سے گلگون چو نیلے بہار      یا ہے غشتہ بخون - داغ سو نیلے بہار  
 سبزہ کسار نے یا علل گلا ہے کوئی       
 جن رہی ہے چھول یاد تیرہ وصال کوئی       
 سرور جہان آبادی

## نگارستان الفت

۱۳۹۲

### پیاری باتیں

اک نظر مہر کی بھیر ساقی      ماہر وائیت ہر پیک ساقی  
 مہر ان تشنہ لبوں پر ہو جا      دل کی لہروں کا سمندر ہو جا  
 کشتی سے نہ چلے میسے بغیر      میرے در باتیں پیر کی بغیر  
 کر دے سرشار بھیر کی بغیر      میرے راجی پھر اچھی بغیر  
 گردش جام شرابے ساقی      دم آئے دم آئے ساقی  
 غرق کرتا ہے تلام مجھ کو      آج لذت کوئی خم مجھ کو  
 یہ بھی اک قتبہ ہیٹھ ساقی      بار کرتا ہے مخاطب ساقی



چھٹے اور دیکے رلاتا ہے مجھے  
 ہیں یہ کیا رنگ تمہارے حسن  
 زندہ صورت، زندہ سیرت تیری  
 اور کیا رنگ تیرا برو کر  
 حیف حالت تیری کھدائی ہوئی  
 لب پہ آنے ہوئے شے بیم  
 چہرہ نہ ابرا حیرانی میں  
 زردی بھائی ہوئی خضار کا پر  
 مردی بھائی ہے پھر ادیکھو  
 چھپ گیا جانو مستان پر کر  
 ہر دم آگ رنگ ہلکا کیوں ہے  
 یہ انگر تھے ترے گلکاری کے  
 کامدانی کا بہت سا چھوڑا  
 رنگ اور اڑاؤ کے کچھ جانے لگا  
 ہند آکھیں کئے روستے دیکھا  
 کس بلا کا تو ہوا ہے مجھ کو  
 کوہ پر جا کے اگر سر مارے  
 باتیں کرتے ہو رک جلتے ہو  
 کبھی لاتے ہو تو بیگانے سے  
 شہر کا سیر و تماشا چھوڑا  
 رکھ کے ہر دم گل میں کیونکر  
 آشنا گل کے نہ کیوں کے رہے  
 بیٹھے جنگل میں نہ دیکھو ہو کر  
 خبر میں ترا گلا ہوتا ہے  
 کسی بت نے تجھے حیران کیا

خیر و بن کے بناتا ہے مجھے  
 مست کیوں ہو میرا کیا حسن  
 بار کیا ہو گئی حالت تیری  
 یہ گیا خون دل آکھو ہو کر  
 ہائے صورت تیری مر جھائی ہوئی  
 ڈھیر ہائی ہوئیں آنکھیں ہر دم  
 شرق آیا ہوا پشیمانی میں  
 مسرور ہوئی ہوئی انگاروں پر  
 اپنی جاتی ہوئی دنیا کیو  
 اڑ گیا آئینہ بار بار کر  
 قلع کی طرح سے جلتا کیوں ہے  
 جن کے کلیں نہیں چھپے ہیں کانٹے  
 لٹ گیا تیرا شہنا جوڑا  
 ناتواپی کو بھی بخش آنے لگا  
 رات بنے تجھے سوتے دیکھا  
 پہلی کہتی ہے بلا کیوں لے لیا  
 کوہن بھی تجھے پھر مارے  
 آپ ہی چھیرے کے شر ماتے ہو  
 کبھی بہتے ہو تو دیوانے سے  
 لٹ گیا تیرا شہنا جوڑا  
 طاق نیسان پر سنہرے ساگر  
 بلخ میں تم تو خزان بن کے رہے  
 کاسے کو سوان بھرے آؤ ہو کر  
 قیس لیل سے خفا ہوتا ہے  
 کسی کافر نے مسلمان کیا



بیٹھے بھلائے یہ سونا تھک کر  
 خون میں ڈوبی نگاہیں کسی  
 گریبے کیون کے سر پہ بسل چوہن  
 عشقی کیسے نے یہ عقدہ کھولا  
 حال بھیلانے ہیں نہ خروالے  
 جان لیتے ہیں نگہ کرنے والے  
 دل نگاہ ہے تو پشیمانی کیون  
 اکبر دل تجھے پروا کب تک  
 پوش میں آکر تجھ دلے ہو  
 سو کہیں ایک نہ مانی آخر  
 چاندنی پہ تجھے ہر کی کب تک  
 دل ناخدا کو رکھنا یوں  
 جھوٹی کھانڈ نہ ہر زمانہ نہیں  
 حال دشمن کا اگر گون ہو جائے  
 تمام ہے دل تجھے دلیری تم  
 دوستانہ تجھے سمجھاتے ہیں  
 پس مجھے آتے ہیں جیکر ساقی  
 ہاتھ لینا مجھے غش آتا ہے  
 تری محفل کا یہی طور رہا ہے  
 کیا جو اسیر سے کہنا تھا کھکھک  
 بہن سری جان لے ہیں کسی  
 راز کی کوئی قاتل چوہن  
 سر پہ چڑھ کر تیرے حامد ہوا  
 رال کہو نے ہوئے گھر گر والے  
 تم سلامت رہو مرنے والے  
 جان کی فکر میرے جانی کیون  
 انگ دانوس کا گھٹکا کب تک  
 تم لڑے سے بے متزلزل ہو  
 میٹ گئی تیری جوائی آخر  
 روضی شمع سحر کی کب تک  
 دہسی یا رہے ہو پہلو میں  
 بھٹیک بدل جو زمین پہ نہیں  
 کیون تر اول سری جان عن ہوا  
 سر اٹھا تھک میرے سر کی قسم  
 نہیں منت ہے تو مجھ جاتے ہیں  
 سے میرے ہاتھ سے سگڑ ساقی  
 دل کہیں اور نے جاتا ہے  
 دور حیب تک چوہی اور رہا ہے

محسنِ مرحوم کا کردی

## سبزہ بیگانہ

دوست نادر و نذر نذر قدم مجھے  
 ظالم چنانہ تختہ مشق ستم مجھے  
 ٹھنڈی ہوا میں لینے دے بیدار دم مجھے  
 اتنا نہ کر اسیر عذاب الم مجھے

ٹھکرا نہ اسطرح کہ گیارہ جزیرین ہوں میں  
 خود فرط انکسار سے فرش زمین ہوں میں  
 اچھڑا گاہ ہوں میں ذرا دیکھ بھال کر  
 فنا و گمان خاک کا بھی کچھ خیال کر  
 مست خرام ناز قدم رکھ سنبھال  
 جھکو نہ تو خدا کیلئے پا کمال کر پڑ  
 میرے لیے ہیں آفت جان شرمناک تری  
 ڈھاتی ہیں کچھ بہ ترسہ انکسلیاں تری  
 مجھ زارِ نالوں پہ گر ان بار تو نہ ہو  
 میں نیم جان ہوں درپے آزار تو نہ ہو  
 با مال ہوں میں اور خضر دار تو نہ ہو  
 اتنا بھی مجھ خوشی رفتار تو نہ ہو  
 مجھ پرستم نہ ڈھائی یہ اندازِ حال کے  
 مست مے شباب ذرا دیکھ بھال کے  
 اٹھلا کے چل نہ دستم اچھا دھیر ہے  
 مجھ خاندانِ خراب سے کیا جھگو بیر ہے  
 اچھا یہ لطفتِ بارغ ہے ابھی یہ سیر ہے  
 میرا سہرنا نہ ہے اور تیرا پیر ہے  
 آیا ہے بارغ میں ہے گلشنِ بارغ تو  
 پڑ مرو گی کا دے دم سے دل پر بارغ تو  
 مجھ پر ظلم دستم اچھا تو نہ کر  
 ٹھوکر سے میری خاک کو برا تو نہ کر  
 مجھ سوختہ نصیب کو ناشاد تو نہ کر  
 با مال تلک کا نے بیدار تو نہ کر  
 یہ شمشیر جو ہے ستم آگیز کس لیے  
 کرتا ہے بے زبان پہ چکری تیر کس لیے  
 کیوں ناتوان ہے دستِ قہرِ دراک  
 بے راہگر دستم کا تھپے کیا مجاز ہے  
 کس بات پر غور رہتے کینہ ساز ہے  
 کیا ہست و بود ہے تری جہرِ نیاز ہے  
 ہستی ہی کیا جہان میں تیرے بھائی ہے  
 توشتِ خاک، شکلِ مجسمِ فنا کی ہے  
 سمجھا ہے تو کہ جھکو بھائے ددام ہے  
 ٹپا تمام دہر کا تیرے ہی نام ہے  
 لیکن یہ بے خبر ترا سودائے خام ہے  
 آئی اہل تو ان میں قصہ تمام ہے  
 عقدہ کھلے گا زندگی بے ثبات کا

دم بھر میں ٹوٹ جانے کا رشتہ حیات کا  
 بے جا ہے ناز ہستی کو ہم پر رکھتے درپیش ایک دن ہے عدم کا سفر تھے  
 روزِ جزا کا خوف بھی ہے کب نہ درگئے آخر مال کا یہ بھی ہے نظر تھے  
 زنجیر نیستی ہے گلے میں بڑی ہونے  
 ہر وقت موت ہے ترسے سر پر کٹھن ہونے  
 ازان نہ ہو تو زندگی مستعار پر نکیہ عیث ہے ہستی ناپائے دار پر  
 باہر ان گنہ گار نہ لے جسم نہ اور پر چلنا رہ عدم میں ہے بے خبر کی دہار پر  
 منظر ہے جو خیر تھے جان و مال کی  
 تقلید کر جہاں میں میری مثال کی  
 وابستہ میں نہیں میں روزگار سے نا آشنا ہوں فکر خزان و دہار سے  
 دل بھگی ہے گل سے نہ لانا ہے خار سے آئینہ دار صاف ہوں گرد و طبار سے  
 جو حال گل ہوں نہ شہدے بد پر زمین  
 باغ جہاں میں "سیرۂ بیگانہ" ہو جو زمین  
 کب نہ خیال تھا تیرے وہم و گمان میں مدح و تحسین نے ٹال دیے تیرے کان میں  
 پورا اثر کاجائے اگر اٹھان میں تو بھی میری طرح سے بسر کر جہاں میں  
 نیز نگ روزگار کا شائق نہ ہو کبھی  
 غافل! اسیرِ دامِ علائق نہ ہو کبھی  
 جو رہ ستم نہ توڑ کسی ناتوان پر بے فائدہ عذاب نہ لے اپنی جان پر  
 وار نہ تار میں پھول نہ ترعرع و شان پر اورشت خاک اڑے کے زچل اٹھان پر  
 اتنا ہوا میں پھر نہ جوانی کے جوش سے  
 ہستی میں اپنی رہ! نہ گزر عقل و ہوش سے  
 دل دے نہ تو کسی کو جہاں خراب میں پوکر اسیرِ زلف نہ بڑھتے قباب میں  
 جانِ عزیز نہ منفعت بھلا تو عذاب میں گم کر رہ چوش چونہ تماشا ہے خواب میں  
 پیار ہے تو دہر میں دیوانہ بن کے رہ  
 باغ جہاں میں "سیرۂ بیگانہ" بن کے رہ  
 برقی دہلوی (رکمال)

## تراشہ کلا اور یہ

تلاش اداس کی ہے جسکا نشان نہیں معلوم  
 ہوائے شوق بے پایے غبار آلودہ پا  
 فلک پر ہے چو نمود شفق پر رنگ شہاب  
 قمر جہاں میں رنگینی جمال بھلا  
 کہاں سے آئے ہیں ہوسرہ و جہاد نہایت؟  
 یہ ارتعاش تخیل آفتاب کیسا  
 ظالم کشش عالم وجود ہے کیسا  
 طلسم فائدہ عالم کی ابتدا کو نہ پوچھ  
 فریب کہ عیان آفتاب ساز نہ کھسا  
 دوفر شوق سے پیدا ہے راہ گم شدگی  
 صحاب بارے بھی کس کے جگر کے بارے ہیں  
 یہ جو تبار سرود خم ہوا ہے کیسا  
 قباے لار و دوس گل میں آگ لگی ہے  
 فریب خوردہ شادابی گلستان یون  
 ہر ایک تار نفس میں شرار آتش ہے  
 جو ہر سبب میں ادس لایزال کے بندھے  
 عینت تھی شاہراہ سرا کی تلاش نہیں  
 خبر ہے اتنی کہ پھر سرا دھاکے نہ کبھی  
 ترے کلام میں غالب کی شان ہر فطرت  
 کہان سے آگے یہ طرز بیان نہیں معلوم  
 قوطہ حکیمیت لکھنوی

کبھی تھا ناز زمانہ کو اپنے ہند پر بھی  
 برابر عروج و عالم و کمال دفن میں نہیں

دہی دہی گل دہی بلبل دہی نسیم و صبا  
دہی ہے نرم او دہی شمع ہے دہی ناکوس  
دہی نہیں ہے / یہ وہ باغبان چمن میں نہیں  
لدا سے نرم وہ پردے انجمن میں نہیں  
تفاتی و جیل نے ہندوستان کو لوٹ لیا  
بھڑکھڑائی کے لب خاک بھی دہی نہیں  
ہے رنگ آگے کو محسوس اور دماغ کو بوج  
وہ شے چھل چن گل ہے کہیں چمن میں نہیں  
پتھر تیرے زراعت چکیت بی لے لکھری

(ادیب)

# ہندوستانی حسین لڑکی

اور  
اوسکی ہنسی

دل کر لہا رہا ہے انداز اس ہنسی کا  
یہ دانت صاف اُسکے یہ ہونٹ لال اُسکے  
قدرت نے ان لیون کو کیا لال کر دیا ہے  
چمکے وہ دانت اُسکے رنگین دہن میں بھیجے  
دولوں لیون کو دیکھو رخ دیکھو دہن میں  
ایسی ہنسی کی شاید اسکو خیر نہیں ہے  
واقف نہیں کہ کتنا زیبا ہے چمن اس پر  
خود سن کر بھی تو خرم اسکو آتی۔  
گا لون میں چمکے گی ہے کچھ کچھ شکر بھی ہے  
دانتوں کے نور سے دل لڑتے ہیں ہنسی پر  
چشمہ میں شہ کو دھونا اور بار بار ہنسنے  
بانی میں دیکھتی ہے رخ اپنا پیارا پیارا

پیش نظر ہے نقشہ کھلتی ہوئی کلی کا  
دو نیم رنگ گل بن چھوٹے پے کال اس کے  
دو حرکت کھلے گویا تجڑت بھر دیا ہے  
ہیر وں کی کان لکھی ملک میں میں دیکھو  
چوڑا یہ لال کدہ رہتا ہے جو چمن میں  
کیا بھول کھل رہے ہیں اس پر نظر نہیں ہے  
واقف نہیں کہ اُسے بھلی گرائی کس پر  
ہونٹوں کو بند کرتی دانتوں کو چھپاتی  
چمکے حسن فطرت اس حسن عارضی سے  
کی ہے جلا ہنسی نے اس حسن قدرتی پر  
کیا لطف دے رہا ہے یہ ہنسی ہنسنے  
خوش کر رہا ہے شاید اسکو بھی نظار

لہرون سے کھیلنے کا شاہی سبب بھی ہے  
 شاید ہنسار ہا ہو نظارہ بھلیوں کا  
 دانتوں کو مانج کر سے پانی میں دھکی ہے  
 کبھی کہ اور کوئی اس کے مقابل آئی  
 یہ راز ہو باریب اس پر بھی ہو برا  
 ہنس نہیں کے جو ہے بن سوچہ نہ چوکی  
 بندہ دل کا گدگدانا اس کو ہنسار ہا ہو  
 کانٹے لے چھکے شاید اس کو ہنسار دیا ہے  
 خوش کر ہی ہیں چو مان کاواز لہر سے  
 اور ٹھٹھے ہی پھل اٹھا یا اور اڑتی خوری  
 کاش اڑتی ہے ریتی اور میں چوڑ و پنا  
 انجیل سے پوچھتی ہے ہر بار کال اپنے  
 دہریا درہولے پانی بوجہ جذب یارب!  
 رخ پر نہیں پڑی ہیں دار شکی تو دیکھو  
 اک کھیل نیک اسکی نظروں میں آ رہا ہے  
 غریب کو آزار اس پر خدا اس کو بے نیازی  
 گرا ب بھی خوش ادا ہیں تیرے خوش دہون  
 چل دے تو لطف میرا حشر کا داغ کھلے  
 رکھے لڑکپن اس کا اس کو ہنسی پائے  
 برج دہن سے یوں ہی چمکا کریں ستارے  
 باتوں کا رنگ ان پر دڑے نیا آہی

جنش میں عکس رخ کو ہنس نہیں کو کھیتی ہو  
 ہندو دہریا ہی ہے جس جا میں کھلیاں ہی جا  
 آئینہ ہے نہ اس دم پاس کے آری ہے  
 پانی میں صورت بڑا اس نے جو دیکھ پائی  
 واقف نہیں کہ ہے یہ پنا ہی عکس ہلا  
 سمجھے گی عکس اپنا تو جھیب جا لگی ہے  
 لپٹے سے ان کے شاید کچھ لطف آ رہا ہو  
 چوڑی سی شل گل کو کرتے ہیں کہ لپکا  
 چڑوں کو دیکھ کر یہ ہنسی ہے کس داسے  
 پانی میں گر پڑی یہ پھر ہنسی نہ چوڑی  
 نازک ہیں آخر اس کے پانی چوڑے کیا  
 چمکا رہی ہے دیکھ ہنس نہیں کے پال اپنے  
 انجیل تر خدی تر ہے کال اسے شاک کن  
 کیا کھلکھلا رہی ہے اسکی ہنسی تر دیکھو  
 قدرت کا ہر کرم اس کو ہنسار ہا ہے  
 ظاہر ہے جو ہے بن سے قدرت کی کھراہی  
 کیا لطف ہو جو یارب باتوں سے آشنا ہوں  
 چھڑوں میں اس کو لیکن جیسے تو نہ پڑے  
 غم سے بھی نہ یارب اسکی ہنسی پور نکل  
 یہ گل رہے شگفتہ یوں ہی ہنسی کے بارے  
 حاصل ہو ہنسی سے دانتوں کو رو رہا ہے

کیا چہرے لڑکپن پر دانتیں کسی کی  
 اے خوں عمر طفلی ہے جان زندگی کی

احمد علی شوق لکھنوی

## ادلے شرم

یہ نگاہ خسر گئیں یہ تیرا انداز حجاب  
لب پہن کر جان پہرہ کی آنکھوں میں بھائی بھائی

پاک دامانی کی زمینی چوٹی تھوڑی ہے

جلوہ حسن تماشا سوز کی تیز ہے

کہہ رہی ہے چپکے چپکے تیری چشم سرگین  
پیکر عفت ہو تو لے نقش ناز و نشین

یاز میں جلوہ گر ہے خلد کی اک حریم  
یکوئی دوشیزہ رعنا ہے تو لے ازین

کتنے دل کش اور سادہ ہیں ترے جرات حسن

تیری خوبیاں ہیں دھن دھن میں مصنوعات حسن

آکھینے سے آشنا ذوق خود راہی نہیں  
دش بردش تحیر ناز کی تائی نہیں

خود تماشائے گرانی نماشائی نہیں  
خو نکین کہ اتری شان پرانی نہیں

اک عجب دلکش مرقع تو یہ قدرت کا ہے

نقش سادہ اک طلسم جلوہ غیرت کا ہے

بھولی بھولی آفت یہ صورت پیاری پیاری  
آہ یہ شرمیلی جڑن اور یہ آنکھوں کی سیا

یہ غم گردن کا عالم اور یہ رافت و آفتاب  
یہ لب خیرین یہ افراز سکوت جانفزا

نقش عفت ہے مگر تو پر وہ تقویر میں

جلوہ نور ازل ہے حسن عالم گیر میں

یہ تیری عالم فریبا ہے ترار دیاں حسن  
کبھرے کبھرے بال درمنا پروا مان حسن

عفت و شرم و حیا و ناز ہیں ارکان حسن  
بس انھیں دھار ایولے ہو نام شان حسن

حاجت گل گرد کیا رخسار زیبا کے لیے

ذوق تیرے رنگ ہے زلف چلیا کے لیے

عشوہ جو تری نگہ سے محبت فوج نہیں  
سر پہ لے چڑھ کے جو آنکھوں میں وہ نہیں

جس سے اک عالم پریشان ہو وہ نہیں  
بن کے خیر دل پہ چل جائیں یہ وہ نہیں

پہنیں وہ تیرے گان جس سے ہوں بے جا



شہر گدا جان میں جو بن جائیں اندر کر فطرت  
 نئی نظروں میں تری بگیا نہ انداز  
 اور عیان آنکھوں سے ہے صبر کا چری  
 کنش و کش میں تری اک اک دکھانہ  
 ہے چھڑی بیولوں کی لہریں تو فطرت  
 کھل کے ہنسنا بھی نہیں تو جان کر لہا بھی  
 فخر پر مر رہا ہے اسے شاہد رفا بھی  
 سر در جہان آبادی

## ایک غریب لوطن کا پیام

میں نے تیرے درد مندوں کے ہوا خواہ چین  
 اپنے کس چشم مسرت سے آری جاتی ہو تو  
 اسے نہیں صبح کے دلدادہ اہل وطن  
 کسکو پوانداز مشرق تانہ دکھلائی ہو تو  
 کہہ رہی ہیں یہ تری اٹھکھیلیاں یہ ملے  
 گریہ صبح ہے تو مری سن نے ٹھہرا لکیم  
 چھڑے کچھ تھہرے زمین غلطیوں کا پرکام  
 جس سے میں پھوٹا ہوں جس کا دل تیرے پرکام  
 جھلی جھلی او کی صورت پیاری پرانیکہ ادا  
 جلوہ بخشن دیا مسرت خیر عالم گیر ہے  
 خود گرم و حیا ہے وہ میر حسن و جمال  
 پرکے دیا ہوں میں تجھے وہ ہے پر نشین  
 پہلے تو جانا ادا کے ساتھ ادا کے روبرو  
 میرے پیکر میرے ہدم میرے سر اڑو میرے  
 مل گیا تھا محکو وہ آوارہ و سرکشہ کج  
 یوں دعا میں دے برا تھا اقدار تھا کہ وہ  
 اور کچھ کھتا اگر اس طرح تھا وہ درد مند  
 منہ کا تاسہ کل گیا او کی حالت دیکھ کر  
 ہر گھڑی انہر وہ دل ہر وقت مر جھایا ہوا

اسے نہیں صبح کے دلدادہ اہل وطن  
 کسکو پوانداز مشرق تانہ دکھلائی ہو تو  
 کہہ رہی ہیں یہ تری اٹھکھیلیاں یہ ملے  
 گریہ صبح ہے تو مری سن نے ٹھہرا لکیم  
 چھڑے کچھ تھہرے زمین غلطیوں کا پرکام  
 جس سے میں پھوٹا ہوں جس کا دل تیرے پرکام  
 جھلی جھلی او کی صورت پیاری پرانیکہ ادا  
 جلوہ بخشن دیا مسرت خیر عالم گیر ہے  
 خود گرم و حیا ہے وہ میر حسن و جمال  
 پرکے دیا ہوں میں تجھے وہ ہے پر نشین  
 پہلے تو جانا ادا کے ساتھ ادا کے روبرو  
 میرے پیکر میرے ہدم میرے سر اڑو میرے  
 مل گیا تھا محکو وہ آوارہ و سرکشہ کج  
 یوں دعا میں دے برا تھا اقدار تھا کہ وہ  
 اور کچھ کھتا اگر اس طرح تھا وہ درد مند  
 منہ کا تاسہ کل گیا او کی حالت دیکھ کر  
 ہر گھڑی انہر وہ دل ہر وقت مر جھایا ہوا



گرم نالہ ہوں کبھی لب پر کبھی آہیں ہوں سرد  
 رات جیتے ہوں اور سکر لطف سرمے عیش کے  
 ہائے رات اور یہ موسم یہ لفظا برسات کی  
 ایک تو فکر محاسن اور اس سے تنہائی کا غم  
 ہائے وہ دن رات وہ ہر جہتوں کے شغل  
 دعا داد وہ ناز وہ انداز وہ حسن بیان  
 مسکرا کر اک سراپا ناز کا غدر جفا  
 یاد ہے کہ کسی کا پیار سے لے مہربان  
 اب کہاں وہ مورتیں ہیں اب کہاں وہ بڑبڑ  
 اب کہاں وہ صحنیں ہیں اب کہاں لطف چن  
 دہشتہ جاگزا بارہ نقشہ حسن شباب  
 اک انیس درد فرقت اب ہے یاد و نشان  
 سحر جھپٹے چپکے آئے اب روٹا ہے  
 کیسی غربت کی اک کشتی کے اب یار ہوں  
 اور اک یاد وطن صفدر کے غم اور دن ہیں  
 رشتہ تہ صفدر مرزا پوری

## یاد شباب

ہائے وہ صحن عین وہ گلزار غن کے چکٹے  
 ٹھنڈی ٹھنڈی وہ ہوائیں صحن بھینسی وہ نہک  
 وہ گلزار کے قہقہے وہ بلبلیوں کے چپچپے  
 روکے جانان کا وہ جلوہ چاندنی کا وہ سماں  
 شوخ چٹکاک بہن ہر تکیہ پہ پوش و تاب  
 وہ اولے نازکی ناز آفرینی دم بدم  
 وہ نگاہ شمع جس سے نقدہ بونٹہ رنج

وہ جوانی جس کو کہتے ہیں وہانی پوشیا  
 کالی کالی وہ گشتا میں لگی لگی وہ بھو بار  
 وہ گل و سنبل کا عالم وہ فصلے سنہ و لاہ  
 زلف خوش خرم کا وہ خم وہ خیمہ تنگین کا خم  
 تیکھی چتون دشمن جہان دولی وہ ضبط و قرار  
 وہ نگاہ شرم کا جھکتا حیا سے بار بار  
 وہ خرام ناز جس سے خود میاں تہا

وہ لب جو وہ لب پہانہ وہ لبھائے درت  
 وہ کے شکوے وہ پہان و فادہ پھر بچا  
 وہ طریقہ قرار اسے طریقہ ہنگ لے  
 وہ سہانی رات وہ خلوت کردہ وہ ملوے  
 وہ ہم آغوش کی لذت وہ شکر جواب ملے  
 وہ دم خصمت دل قیاب کی تباہیان  
 اب کہاں وہ جھین و پلٹ تھما شباب  
 اب کہاں وہ حسرت دیدار کا دل میں عجز  
 اب کہاں وہ اعتبار و ضبط وہ آنچل دل  
 اب کہاں الفت کے وہ نیرنگ بیک وقت تھے  
 اب تو ہے فصل بہار ان میر کی کھوئی نکل  
 غراب ہے بھولا ہوا اس اجڑے لطف زندگی  
 اب تو فرقت میں مزا بخور نہ لذت و دل میں  
 اب تو ہیں باقی ہے اتنا دل لگی کا شغل

جنتورے عورت اور چشم خونچکان

نام عمر گزشتہ اور دست رعشہ دار

(بیخود بیاہوئی)

## ”فضائے ہر شگال“

بنائے جن کی دیوی عروس فطرت کو  
 نکلی کلیں کا ریں چوں چوں کر بھوک  
 ہر اک شجر میں نئی کہ چیں نکل آئیں  
 فروغ ابر سیر کا ہے اس طرح جیسے  
 زمین پہ چھپکے برسا ہے ابریوں جیسے  
 گیارہ مسہرین راہین نہاں ہیں یوں جیسے  
 سجا دیا ہے گلوں نے فضا کی دست کو  
 لیون سے گھوڑے ہیں شہد کی جلالت کو  
 سجا دیا ہے ہر ایک بھول اپنی خلوت کو  
 بقا نہ ہو کسی کہ فطرت کی محبت کو  
 سخی جھکے کوئی وقت کرم سخاوت کو  
 چھپائے اگر گنہ آفتاب عصمت کو

زمین سے گرسے لون صاف جسطرح زمین  
 روان میں دھن دھن اس طرح ناسے  
 زمین کو سبز و گھرا سے لون سے آرایش  
 گھٹا میں شب کو چلتے ہیں اس طرح جگنو  
 دکھائی دیتے ہیں اب ستم زدہ مرغاب  
 نکل کے دشت سے یوں باد میں کے چوٹے  
 جگ بند سے کوئی اہل صفا کو درست کر  
 کھٹے کر سے کوئی ساکب رہ حقیقت کو  
 کسی کوئی کی پوجیہ فریغ و دلست کو  
 سجا میں جیسے چراغان سے نرم شربت کر  
 کسی نری کے کنا میں پہ شام وقت کر  
 اڑائے پھرتے ہیں گردن پر لبر حرکت کو

کو خاندان میں جسطرح ناخلف اولاد ہے  
 دنا سے اپنے بزرگرن کی مالی دولت کو  
 شاکر میرٹھی

## ”گھر سے نکل کے دیکھو“

اے اہل ہند کو دولت بلاری ہے دولت بلاری ہے، قسمت بلاری ہے  
 صنعت بلاری ہے، حرفت بلاری ہے، عزت بلاری ہے، شہرت بلاری ہے  
 ”گھر سے نکل کے دیکھو ہندوستان والو“

آئے اگر چلنا آسب روان سے سیکھو آپ روان سے سیکھو، بادوزان سے سیکھو  
 گردش اگر آئے کچھ آسان سے سیکھو اٹھنا اگر نہ جاد میری فنان سے سیکھو  
 ”گھر سے نکل کے دیکھو ہندوستان والو“

دلکش ہیں دل کی خوشیاں پر دیکھی کلبک دیوار و در پہ اپنے قائم نگاہ کب تک  
 ایسی خوشی سے ہو گا آخر نہا کب تک کب تک خیال شہمت عجب و جاہ کلبک  
 ”گھر سے نکل کے دیکھو ہندوستان والو“

علم و ہنر کا چرچا دنیا میں ہو رہا ہے صنعت کا بل بلاد دنیا میں ہو رہا ہے  
 سائنس کا تماشا دنیا میں ہو رہا ہے دیکھو دراز کیا دنیا میں ہو رہا ہے  
 ”گھر سے نکل کے دیکھو ہندوستان والو“

جاپان ہو سکے آؤ لید پیر جیل جاؤ امریکہ جیسے شہر و افریقہ جا بیاؤ

کچھ دن کو جا سکھا دیکھو اون سے پکھو  
علم و ہنر کی دولت دشتا سے کھینچ لاؤ  
گھر سے نکل کے دیکھو ہندوستان والو

ہے کیا مزا سفر میں گھر سے نکل کے دیکھو  
کیا لطف ہے ظفر میں گھر سے نکل کے دیکھو  
تم کیوں بڑے ہو گھر میں گھر سے نکل کے دیکھو  
کیا کیا ہے بحر و بر میں گھر سے نکل کے دیکھو  
"گھر سے نکل کے دیکھو ہندوستان والو"

کنج وطن کو چھوڑو دیکھو فضائے عالم  
دلکش ہیں، دلکش ہیں نظارہ کے عالم  
آنکھ، آنکھ کو ستر کھا کر دیکھو عالم  
دیکھو بہار تازہ تم کو دکھائے عالم  
"گھر سے نکل کے دیکھو ہندوستان والو"

ملک کی در زمین اک لے ہندو کیا تو  
گھر سے نکل گئے ہیں کتنے ہی بھوکے پہلو  
عالم میں ہے ردارو، تو میں تو نکالو  
دنیا میں ہر جلاجل، اک بھیر ہے ہر  
"گھر سے نکل کے دیکھو ہندوستان والو"

پیغام لاری ہے بار صبا سنو تو!!  
کس کو کیا تھی ہے کہتی ہے کیا سنو تو  
مغرب سے آ رہی ہے کس کی حد سنو تو  
کوئی وطن کا شیدا ہے کہہ رہا سنو تو  
"گھر سے نکل کے دیکھو ہندوستان والو"

تلوک چند محرم

## ”حیثیہ وطن“

جاری رہی گا یوں ہی تو اد وطن کے خیمے  
انداز خوش خرمی ہرگز یہ کم نہ ہوں گے  
اسی غم گسار طفلی! لیکن یہ غم ہے بھلو  
ساحل پہ آہ تیرے اپنے قدم نہ ہوں گے

گورے کا سبزہ نارون میں کیلے ہوا تو  
موجوں میں تیرے دلکش کیا بیج و خم نہ ہوں گے  
یوں ہی میدان رہے گا تو سبز و نارون میں  
ساحل پہ آہ تیرے اپنے قدم نہ ہوں گے

پتی زمین کی یوں ہی بھولن کی تیرے ملیں  
جھوٹے نسیم کے یہ کیا جھیم نہ ہوں گے  
تیرا کرین گئے یوں ہی غافل ہیں کے جھڑے  
ساحل پہ آہ تیرے اپنے قدم نہ ہوں گے

کھیل کرین کی کچھ سے سرج کی کرین میں  
 سوئی ہی رہے گی تیری دلہن کے چہرے  
 کیا شب کو جاننی کے سامان ہم نہ ہو گے  
 ساحل پہ آہ تیرے اپنے تیرے نہ ہوں گے  
 سرور جہان آبادی

## دل بقرار سو جا!

کسی مست ناز کا ہے عہد انتظار سو جا  
 یہ نیم ٹھنڈی ٹھنڈی یہ ہونکے سر دھونکے  
 کہ گزری گئی شب آدمی دل بے قرار سو جا  
 تجھے دے رہے ہیں لڑی سے غلسا سو جا  
 یہ تری صلا ہے ناز مجھے تمہرے نہ کر دے  
 جسے خن رو لاسے ترا دھیرا کر دے  
 یہ ہے غم میں کہ ایک سینہ میں چون اٹکنا سو جا  
 یہ پیش کا آہ ایشیہ ذکر اختیار سو جا  
 تجھے سینے سے نکالوں، تجھے کر لیں باہر سو جا  
 انھیں انکھوں میں کے صدمے مروں دھار سو جا  
 تجھے پہلا سا لہجہ ہے شب غم بڑی ملا ہے  
 کہیں مرے نہ ظالم دل بے قرار سو جا

(سرور جہان آبادی)

## ”آغاز محبت“

یاد ہیں وہ سارے عیش افزا عیش کے مزے  
 وہ سراپا از عشا، بیگانہ در رسم جفا  
 دل بھی بھولا نہیں آغاز الفت کے مزے  
 اور تجھے حاصل تھے لطف بے نہایت کے مزے  
 اب کہاں سے لاؤں وہ آواز عیش کے مزے  
 یا رکی جانب سے آغاز شرارت کے مزے  
 التماس عذر و تمہید شکایت کے مزے  
 فکر مضمر نہا کے عزائم کتابت کے مزے  
 بجز دی ہائے دل محمود حیرت کے مزے  
 جلد ہی تھی فزائے دلبر ابکی لذتیں :

یاد ہیں وہ آرزو اے لقاے بار میں  
یاد ہیں وہ انتظار نامہ محبوب میں  
مجنون لاکھوں ہری بھاری غم پر تیار  
وہ زمانہ بھی غرض کیا تھا زمانہ اطفال کا  
لیک حسرت اس نفاذ کیش کی پیداوے  
بے سب مردوں سے وہ محبت کے مرتب  
(حسرت مولیٰ)

## ”انجام محبت“

مجھ سے پہلے کوئی انجام محبت کے مرتب  
مجھ پر احسان کر گئی وہ وہ فراموشی تری  
کہ جن بھی داستان کو میری شکر لیل اٹھے  
گو سراپ آرزو تھا تیرا بیان و نا  
آہ! امیر جمہول مریم مقصود میں  
ذائقہ درد محبت کا تیرا آوازوں کو کیا  
بحر الفت میں تھا طوفان شاد کا خطر  
بے وفا یا رستم پیشہ اگر نکلا تو کیسا  
کم نہیں راہ و قائمین استقامت کے مرتب

## فغان دل

کہان گلی و جہون خیرا بی جا مردی  
چلا جو فلسفہ و مشرب اور دنیا سائنس  
خون کے آئے ہی لڑا دال گلشن پر  
جہاں صنعت و حرفت کو پوچھتا ہر کون؟  
بنایا ہم نے تفاعل کو جب شمار اپنا  
نہ تھی خود کو بھی جس پر بحال نجیر گری  
نہ حکمت عملی ہے نہ حکمت نظر ہی  
نہ گل کھلے نہ پھل آئے نہ ہی نہ شمع ہی  
مشین اور کلون نے سکھائی بے ہنری  
پوئی انیسب فلاکت، یہ آواز ہی پیری

جہان میں غیر ہیں ہنسا مار رقم غافل  
نہیں لغات و نقشب کی عادتیں اچھی  
کسی کی طرز زندگی سے لین سبق ہم بھی  
جوتی ہو عیش پرستی میں عقل بھی ناکل  
ہماری قوم تو ہر قوم سے رہی آگے  
ضرورتی سے ممکن ہے صنعت اور پیا  
یہ وقت ہے کہ گرین دور اپنی نادانی  
فزون اور ہنر سیکھ کر بنیں ذی پوش  
سارے زمانہ ہمیں یہ خوش آواز  
مطلع و مال یہ کس کام آئے گا آخر  
ہوت ضرور ہے ہم کو ادا ہٹ آقا  
مرد پرچہ سپہ دنیا میں لکر عقبہ بھی  
بنا تھا خن جگر سے ہمارا مالہ دل

ہون کے عشق سے باز آؤ در سترے محوی  
مال کار ہے اسوس اور لوندہ گری  
محمد حسین محوی لکھنوی

## جنگل کی برستا

یہ نظر فریب منظر یہ فضا ہے برشکالی  
یہ نسیم صبح پرورد یہ گھٹائیں کالی کالی  
لب جو برسے دالی  
یہ ہمارے سرد دریاں یہ صدائے بانگ لیل  
یہ طہور زمرہ خزان  
یہ ہرے بھرے خیابان  
یہ گلون کی جاسہ زری  
یہ تپائے سبز گلگون  
یہ چمن کی دلفریبی  
یہ فضا ہے کوہ وادوں  
یہ بہارِ رنگ و آفتون  
یہ ترانہ الی قری  
یہ خنک خنک ہوا میں  
یہ نسیم بھینی بھینی



بچنے والے جنگو یہ سوا غیب کا عالم یہ گھٹا کے بہرے گیسو یہ خوش آمدیم  
 یہ نمود برق ہر دم  
 میں نیم کہن چھایا کہین باد کوچ ہیں دل کہین ہر پہن نے کہین مدب پرین گل  
 کہین کر کتی ہے کدل  
 میں قیون کی کوکر کہین سر کی صدی کہین ہر پہن نے کہین جو رہی میں گائے  
 کہی اور کشتی ہیں لکھنا  
 میں گلوں کی نظارین ہیں ہر پہن اور پی اپنی کہین ہر پہن نے کہین لب جو رہی ہندی ٹھنڈی  
 کہین بہ رہی ہے کشتی  
 میں برق کا تبسم کبھی سر ہے خوش کبھی سورج کا عالم کبھی جوش پر ہر طوفان  
 کبھی سیل اور ابلان  
 میں قوس ہے نمایان بہ ہزار در بانی کبھی آفتاب تا ان کبھی تیرگی ہے چھائی  
 کہ گھٹا ہے گھر کے آئی  
 میں چھیکروں کے نغے کبھی مید کوں کی ٹوڑ کبھی گرجے ہیں جھوک کبھی مرغ ہے نو اگر  
 کہ سرود خوان ہے ہنجر  
 میں پڑے ہیں جیسے قحطی ہوئی ہیں دران جو رہی گئے ہیں تھا تو ہر پہن ہے میدان  
 کہ یہ زمین کا سبز دان  
 میں چٹک رہی ہیں کلیان تو لہک رہا ہر پہن جو ہر پہن ہے انسان تو لہک رہا ہے صہرا  
 کہ یہ رشت ہے سورج افرا  
 میں سرخیش موسم یہ جویم رنج و غم یہ ساقی کا عالم یہ دور دور و فرقت  
 کہ یہ وطن کی یاد آفت  
 میں ملا وطن مسافر جو میان وشت کھرا ہر پہن گھر آکر کہ پڑھے ہر پہن دریا  
 کہ یہ رات اور ستیا  
 (شکوہ سحر)

## ” طفلِ بر “

( پہاڑ کے ایک منظر کو دیکھ کر )

وہ دیکھ کر کوہ کے پہلو سے طفلِ بر اٹھا  
وہ سمجھا کہ وہ دیوانا - وہ لگا سا اب  
وہ ساخے پہ جہان پڑ پڑ کلپش کا  
وہ ننھا منا - گولا سا - وہ درسا سا اب  
وہ پیرا پیرا سا - وہ دلیرا سا دیکھ تو  
نزدیکھا ہوگا کہیں یہ تر شا دیکھ تو

اے اے کھڑکھین سے اور اک غبار سا نکلا  
وہ پھیلا - اور وہ سرکا - بڑا چلا کیا خوب  
ہوا کے گھوڑے پہ ابل سر را نکلا  
وہ لگے دونوں نے تھلا چلا کیا خوب  
نہان نظر سے ہرے کیفیتِ بر چلے

وہ دلیر دار کے جنگل مہر زن خوش نظر  
نظر فریب جو تھیں پہل تیلیاں ہی نو  
نی ہوئی تھی جو سب کو پہلے کار زور  
وہ سب ہندل کے بن ابل کے چھین چھو  
وہ آسمان کا حسن نظر فریب چھپا  
وہ دل فریب سامن سب نظر سے اوجھل ہے  
فراد کوہ - کھڑون کا جو تھا شیب چھپا  
زمین سے تا فلک تو صورتِ ابل سے

لو پھٹکی بھٹکی ہوا آئی منہ پر سے لگا  
لو کھڑکیوں پہ ہوا کی چھینچھوٹیں  
لو پانی سانپ کے مانند کوہ سے اترتا  
لو کھٹکی سمیت چلا ہے تھا شالہ راتا  
لو پھٹتا - کوہ دتا - رکتا ہوا چلا آتا  
لو پھٹتا - گرتا - شہلے - دکھاتا زور گھسا

بدلتا رنگ کھڑون میں مچا نا تو گھسا  
نکھرے ہیں شجر اور حجر دھن کی طرح  
پہاڑ پر ہے بہا رکھ کل چمن کی طرح  
یہ طفلِ براہی یون ہی بڑھے برسے  
عروج موج کو حاصل ہے لطفِ منظر سے

# (آبشار)

چم جلے کرہ و سحر کے مسافر آبشار  
 کیون سر سہم ہے کیون لڑکھڑکیاں  
 کس کے غم میں اسے تو گھل گھل کے اپنی گلا  
 زندگی کیون تیرا وقت نہ گراں ہوئی  
 کس قیامت کا ہو تیرے زمانے میں اثر  
 کیون ہی پہلو سکون دل کو تو سحر قائم  
 تیرے دامن میں ہو دکھ سبز و گل کی بجا  
 دشت میں جاتا چن ہر سہن میں تیرے فیض کی  
 چشمہ حیاں ہے تو نشہ جانوں کیلئے  
 اپنا جلوہ رکھتے ہیں چھ مین ماہ و آفتاب  
 طہتان نہ کی آنکھیں بھی ہوں خاک پر  
 سیل چھریا ہے وہ چین خمیں حمد ہے  
 اسے کیون چھریا ہے لکڑا ہے سکو بار بار  
 رات دن جھک کر تلاش ہر الفت کو زمین  
 تو کہاں جستجو کی خبر ہے ایمان کہاں  
 اگر دشت دی وصل بھرنا پید اکناہ  
 پانی مانا زہ میں کچھ ای دوست ہمت چکا  
 یوں تلاش یار میں حیران و سرگردان ہیں  
 پو گیا شور یہ گان عشق میں تیرا اشار  
 سوچے اب شکل کرنی باراد تو نے کیلئے  
 جلوہ بہرے اپنی ہے کافی دوب مرے کے لئے

محمد سیف الدین شباب (مخزن)

# میری بی بی

نہیں ہے ایک گرگرا ہے  
 ہر کسی کو چھوڑے گا کہیں وہ نہیں  
 ہے گی باخبر ہے ہر کسی کو کہنے کی  
 اڑے گا ہوا میں سے رنگ نافرمانی  
 نصیب ہوگا زخماں کو کچھ پھر ہونا  
 جو میں نے نہ کی تو گھٹیں کے نہ پھر لڑیگا  
 مری گھٹوں میں نہ لڑیگا نہ لڑے گی میرا  
 ہلے اندر کوڑوں کی ہا سکوٹ کر گھٹا  
 شجر کی تلخ نہ بگڑے نصیب پھر ہوگی  
 کہ ان ہر بات کو اندوں کی مٹاؤں کی  
 گئے چلے گی میں میرا کہہ دل کے پھر لڑیگا  
 یہ کہہ کر ہے میرے کی اب ہی کہہ کر  
 طے ہوا تو ہو جائے رنگ نہ میرا  
 جفا میں سے کہ شاید ہر ان میرا ہی نہیں  
 مگر وہیں نہ سیر ہو کہ لڑیگا سکون  
 کہ یہ کون کہہ لاشہ سے ڈراؤں گی میں  
 وہ کیا ہے گا اسے کوڑوں کا لالچ ہے  
 طے ہے سخت ہر یا چیز شوق ہے جی ہے  
 منتی اور علی شوق کہہ رہی

## سواوشام

سکوت شام کا حال ہے کیا نشا طافرا  
 نیا لباس، نئی دلکش ہے نئی ہوا  
 کہ دل بھی ابھی سا بچے میں جس کے پڑھا  
 عروس دہرے پہ لاس ہے پھر نیا جوڑا



حیرت کیا ہے زبانِ فدا سے جلائی  
کچھ بات نہیں ہو گئی گویا کوئی  
دو ہونٹوں کے ہرین کو گویا ہرین جدا  
حکمر کی بنیاد ازل ہی سے بڑی  
(منذریہ الشرق)

## رباعی شوق لکھنوی

امید کا سودا نہ غلشِ بیگ کی ہے پے  
حاصل دولتِ رضا و تسلیم کی ہے  
میں ہوں اے شوقِ مالکِ ہفت اذام  
شاہنشاہی یہ ہفت اقلیم کی ہے

## رات اور شاعر

### ایک دل آویز کالم

#### رات :-

کیون میری چاندنی میں پھرنا ہو تو پریشان  
خاموش صورت گل مانند بو پریشان  
تاروں کے موتیوں کا شاید ہے جوہری تو  
بھلی ہے کوئی میرے دریاے لور کی لا  
یا تو میری جبین کا تار اگرا ہوا ہے ؟  
رفت کر چھو کر جہستی میں جا بگا  
خاموش ہو گئے ہیں تارِ رباب ہستی  
ہے میرے آئینے میں تصویرِ خواب ہستی  
دریا کی تہ میں چشم گرداب سو گئی ہے  
سامل سے لگے موجِ بیاب سو گئی ہے  
شاعر کا دل ہے لیکن نا آشنا سکون سے  
آزاد رہ گیا تو کیوں کر مرے فسون سے

#### شاعر :-

میں تری ہماز کی کھیتی میں گہر ڈتا ہوں  
چھپ کے انسانوں سے اندھ بھرتا ہوں  
دل کی شورش میں نکلتے ہوئے کرتے ہیں  
عزالتِ شب میں مرے تنک ٹپک ٹپک



مگر میں فرار و بھاگ کر  
تو تیش غرق کا نظارہ دکھائیں گے  
دیکھنے والی ہے جو کچھ کلمہ حق پر  
آہ اے رات بڑی درد ہے منزل کا  
عہد حاضر کی پوچھ اس پوچھ میں ہے اسکو  
نہیں نقصان کا احساس نہیں ہو سکو  
ضبط پیغام محبت سے جو گھبرا رہا ہوں  
خیرے تابندہ سازدن کو سنا ہوا ہوں  
ڈاکٹر اقبال ایم اے میر شریک لا  
(پنجاب ریویو)

## احباب وطن سے خطاب

اے وطن دلا تمہیں کھٹ محبت کی قسم  
لطف محبت کی قسم خوش قسمت کی قسم  
عیش و درہت کی قسم جید الفت کی قسم  
ابنی خدمت کی قسم اور میری حسرت کی قسم  
آج بنا کر بھی ہم بھی تمہیں یاد آتے ہیں  
جھوٹ ہی کہہ دو کہ ان آئے ہیں یاد آتے ہیں  
نہ سہی بزم میں تہائی میں چکے چکے  
نہ سہی دن میں کبھی رات کو لیٹے لیٹے  
نہ سہی جان کے پونہی کبھی بھولے بھولے  
نہ سہی پیٹھ کے تھکا اچی چلتے پھرتے  
یاد کر لیتے تو کچھ باعث یمن و کرب  
کچھ تو خاطر میری کرتے کہ میں نزدیک نہ تھا  
ایک بھولے سے اگر بیاں بھی ہو جی آتی  
کچھ سمجھ کر رو نہی ہم کرتے تسلی اپنی  
بقیہ از ہی دل منظر نہیں اچھی اتنی  
یاد کرتے نہ اگر بھلو تو بھی کیسی  
ہے مگر سب یہ اس وقت کہ وہاں وہاں بھی  
جانے دو وہاں کو کم نجات کا امر کان بھی ہو  
بزم کے ہم بھی تمہارے ہی بھی ہو کواک  
اب یہ کیا بات ہوئی دل سے جو لین یا کر  
اب بھی معلوم ہو کر۔ تمہا یہ کواک ہو  
اپنے پیار دن کیلئے مجھ کو گران ہو گیا غور  
کیسے باور ہو کر یہ کہ نہ بھولے گئے ہمیں



ہم ہیں اور عالم تہائی کی خاموشی تھا  
ہم ہیں اور فکس کا خدا اس کا کوئی نہ کالا  
ہم ہیں اور عالم حیرت میں بلا کہ سکھ  
ہم ہیں اور اب بھی آنے سے کھیراتی ہے  
اس بھی ایسا خدا تھا شیکے جدا بھی ہے  
کیا قیامت ہو کہ موت ہم پر پڑی پاخانہ تباہ  
ہم ہیں بھی تو کچھ دستان کردار ہی ماہ  
آنکھ کے ساتھ سب کا ڈیگت مار رہا ہے

درد کیا ہو گئے ہم اب بھی اب جدا ہے  
وہ کے اندر میں یوں ٹال دیا تو نے خدا  
کہ صحت پا رہی تھی تو کوئی سے نظر  
سائنس چھٹا گئے ہیں سو کچھ ہو چکا ہے  
بیکسی کہ میں میں تکیہ چلو رہا ہے  
شعر یہاں آٹھ گراہی گڑھی  
"مرد کے عام"

## کلام اکبر

بہت ہی عمدہ پہلے ہر شے میں برکت تھی	کہ طرح کے صواب دیا بھی بہن اول بھی ہے
چھپا ہے کھول کے دروازہ حرالت کو	کہ نسل ایچ میں ہی دہلی اسکی چل رہی ہے
نگاہ کرتے ہیں حاکم بہت تحقیق سے	تعماری ہر شے میں کہ کچھ نیا وہ دل بھی ہے
خلل شے میں ہر شے کے بہت نہ محسوس کے	کہ شیخ سو دیکھی ہیں اور قدم رسول بھی ہے
عظمت میں ہے یہاں پہنچ کر ان کو آزادی	کہ حاکم ان میں ہے قابل تو وہاں دل بھی ہے
عمل نسل علی ڈاک دار کی ہے روش	اگرچہ دل میں نہان عظمت رسول بھی ہے
کچھ بھی شے ہے کہ نسل میں آتھیل کی	جو اتنا اس پر عمدہ تو وہ قبول بھی ہے
طرح طرح کے بناو لہاس رنگارنگ	علامہ کوئی کے رسم بھی اور دل بھی ہے

ایک دہائی کے بعد میں نے ہر طرف سے  
 اتر کر دیکھا تو میں نے دیکھا کہ  
 شگفتہ ایک نیا ہر طرف سے  
 جب انہی شگفتہ ہر طرف سے  
 تو میری کیا ہے جو ساتھ لے کر

### مار یا سمین

آجیے سے نگاہوں کے تیرے کو مار یا سمین  
 یہ قیامت کے شکن اور یہ کس کی غم  
 ہے تو سے من سیر سے دل کو کس کی  
 آہ ظالمات ایسی باتیں کہ جو انہی  
 بھوکہ دل لڑتے ہیں مٹی آہ تو سے نہ رہیں  
 شب کو ابھی سے دامن بیکر لگا دے کہ  
 گرمیوں میں جیسے مسلسل ہے سینہ کو پسند  
 بچن اٹھا کر آہ سی میں وہ دہرا دہرا  
 میری دہرا دہرا میں ہے شب کو کس کی  
 اور نہ مگر آہ میں کس کی زلف دہرا  
 تیرے سے میرے گیسووں کے کس کی  
 اور نہ مگر آہ کس کا کس کا کس کا

میں تو رہا گیسووں والا کس کا کس کا

طرل خیمہ سے جہاں تو ہے زلف دہرا  
 اک دہرائے عشق بھی میرے ترخوں میں  
 مہوشوں کی شام خلوت میں تو نہ جھٹکے  
 کر دے گل کو اس کے کتب سزا کی چراغ

ہاں میں ہے تاج و تہنہ کے نورِ حق  
 جب نظر آئے کسی سے تیرے سچ و حق  
 ہوں اسے رافت، تھوں بکسلاؤں آگے  
 میری نظروں میں ہیں دونوں گمراہ  
 دُش بھی ہمارے ملسم دامن ہستی ڈٹ جا  
 دوست دشمن میں رہے اپنی نہ تھکا تیرے  
 میں کچھ کرنا کسی کا فرک زلفِ عسیر  
 آستین میں اپنی پالان کچھ کو اس آستین  
 (سرورِ جہان آبادی)

## کلامِ اکبر

بے پردہ کل چند نظر آئیں بیباں  
 پر چھپا جو کن سے آپ کا پردہ کیا  
 اگر زمین میں غرت تھی سے گرا گیا  
 کتنے لکین کہ عقل پھر وہن کے چر گیا

ختم شد!

## کتابِ ملنے کا پتہ

- (۱) جے۔ ایس۔ سنت سنگھ تاجر ان کتب لوہاری دروازہ لاہور۔
- (۲) محمد ایوب صاحب پبلشرز بمبئی نمبر ۹۹
- (۳) مبارک اللہ صاحب تاجر کتب سندھ پٹی نمبر ۹۹



# ہرکت کتب مفت

قلعہ یوڈب یا سر پور پورین کا بیان قابل ترجمہ نثر غلط نہیں بنایا ہوا ہے۔  
 واقعات اور دائمی قابلیت کے حیرت انگیز تذکرے مکہ جو یقیناً اور ڈراؤں کے لئے  
 مردوں کی قالی بھاری و دو خاکیں جو جوانوں کا عشق اور نبات عمر، خطرناک سازشیں  
 سرکاری جاسوس کی کارگزاریاں، قیمت فی جلد.....  
 مغربی معاشرت کا دلکش افسانہ صورت پرستوں کے  
 شیرنگ شباب یا برت کی ویوی سارا یا نہ عبرت نفسیات کی افشانی میں حضرات المسلمین  
 کا مدح و جزا کے سہم رسیدہ اگر بڑی طاقتوں کی کہانی شباب کی تہذیب و معاشرت کا بہرہ  
 انگیز تجربہ اس میں نہیں بلکہ عجیب و غریب و سرگرم کامیابان مکہ و ان کے مکہ کے  
 سائنس کے کوششیں و محنت کے پر لطف مناظر، وقایع کی جانچ و نظر  
 غرضی شہزادہ صاحب ملک کا کسی اور کو دل دینا اور پشیمان ہونا، عاشق حقیقی کا  
 دربار سے مایوس ہونا، رقیب کی شادمانہ چالیں آخر میں عاشق مادیق کی کامیابی  
 رقیب کو اوس کی شکست نہایت برا اثر لگا تاہم تمام واقعات دکھائے گئے ہیں  
 مرقع ادب - ہندوستان کے اشراف و اراکین اور محققین اس سلسلہ میں کے لئے  
 دلچسپ اور بڑا معلومات خلو کا تابیاب مجموعہ۔ قیمت.....  
 لکھنؤ کی مشہور و بیک ملک جہان کے خزانہ کا دار، خاتکان کی صلاح و ترقی کا  
 نمونہ و نمونہ، ابتدا یا نثر و قرائن کے حیرت انگیز کارنامہ، سرانجام بی کا دلچسپ و نمونہ  
 کی عیاریاں، کم سنی کے عشق کا راز و نیاز، لکھنؤ کی شہر افشاہوں کا دلکش نتیجہ.....  
 شہر مفاصل مصری علامہ جرجی زیدان اور دیگر اہل  
 عروس فرغانہ یا شوش گلنارہ (قاجارہ) کے تاریخی اور علمی و علمی کے دلگداز مصر  
 افسانے کا ترجمہ میں خلیفہ مقتصر بادشہ کے عہد حکومت کے پراسرار واقعات،  
 ۱۲۷۰ھ - خدائیان ملک ایرانوں کی حکومت خارج کو از سر نو قائم کرنے کی فرسوس  
 کوششیں سلطانوں اور روسیوں کی قسمت آزمائیاں، ترکوں کا طرز معاشرت و تمدن  
 اخلاق، جنگ و غموریا کے حالات۔  
 ہادیو پور شا و تاجر کتب لکھنؤ







MAULANA AZAD LIBRARY

CALL No. ۸۹۱۶۲۳۱۰۸ ACC. No. ۳۵۹۶۹

AUTHOR صفدر مرزا پوری

TITLE بیچل شاعری: ہندو متاں ہندو متاں کے نازک خیال کی چیدہ نظمیں

T040306

THE BOOK MUST

MAULANA AZAD LIBRARY

CALL No. ۸۹۱۶۲۳۱۰۸ ACC. No. ۳۵۹۶۹

AUTHOR صفدر مرزا پوری

TITLE بیچل شاعری

Date	No.	Date	No.
T040306	1265		



## MAULANA AZAD LIBRARY

### ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

#### RULES:—

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1-00 per volume per day shall be charged for text-books and 10 Paise per volume per day for general books kept over - due.